امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

# شریعت

شمارہ ۲ جمادی الثانی ۱۴۳۳، مئی ۲۰۱۲ جلد ۱

بدر کا بار آور اختتام اور
الفاروق کی پرامید ابتداء

## کابل میں قیامت صغریٰ

کابل میں کیے گئے
15 اپریل حملوں کے
چند مناظر

کابل کے دروازے پر طالبان کی دستک

حقیقت اور افسانوں کی جنگ

عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت

امریکی افغان حکمت عملی خطرے میں

عظمت باطل کے علاج کا نسخۂ اکسیر

# فرمان نبی کریم

## صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمۃ نساء المجاھدین علی القاعدین کحرمۃ امھاتھم ، ومامن رجل من القاعدین یخلف رجلا من المجاھدین فی اھلہ فیخونہ فیہ الا وقف لہ یوم القیامۃ فیاخذ من عملہ ماشاء فما ظنکم؟

(رواہ مسلم)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت (گھروں میں) بیٹھنے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ ان کی ماؤں کی عزت وحرمت ان پر لازم ہے۔ اور جو کوئی مجاہد کے اہل وعیال میں اس کا خلیفہ اور نائب بنا اور پھر اس نے اس میں خیانت کی تو قیامت کے دن اسے مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا پس مجاہد اس کے اعمال میں جو چاہے گا لے لے گا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

# شریعت

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ کا واحد دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ جسے امارت اسلامیہ کا میڈیا اور ثقافتی کمیشن چلا رہا ہے۔
ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم افغانوں پر روا رکھے جانے والے ظلموں کی سچی عکاس ہے۔

شمارہ ۲ جمادی الثانی ۱۴۳۳، مئی ۲۱۰۲ جلد ۱

## اس شمارے میں

| | |
|---|---|
| بدر کا بار آور اختتام اور الفاروق کی پر امید ابتداء | ۲ |
| ۱۵، اپریل کا تاریخی معرکہ | ۴ |
| ملا عبید اللہ اخوند | ۷ |
| ایک امریکی اور افغان کی قیمت | ۱۳ |
| حقیقت اور افسانوں کی جنگ | ۱۵ |
| ایک اطلاع | ۱۷ |
| افغانستان میں سفید ہاتھی کی موت | ۱۹ |
| نگاہ بلند سخن دلنواز جان پر سوز | ۲۲ |
| کابل میں قیامت صغریٰ | ۲۴ |
| شہدائے ملت | ۲۷ |
| صوبہ فاریاب کے گورنر ملا عطاء اللہ کا انٹرویو | ۲۹ |
| کابل کے دروازے پر طالبان کی دستک | ۳۲ |
| افغانستان مارچ کے مہینے میں | ۳۵ |
| طالبان حملے | ۳۷ |
| عالم اسلام کی ناگفتہ بہ صورتحال | ۳۹ |
| امریکی افغان حکمت عملی خطرے میں | ۴۳ |

مدیر اعلیٰ: ولید افغان
نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت
ڈاکٹر ہارون
شمس ابدالی
ملا اسد افغان
فرہاد ہروی
استاد فریدون

خط وکتابت کے لئے برقی پتہ
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن کے لئے ملاحظہ کریں۔
www.shahamat-urdu.com

ڈیزائنگ: سلمان بدر

اداریہ

# بدر کا بار آور اختتام اور الفاروق کی پر امید ابتدا۔

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

کائنات کا نظام اپنے فطری اور قدرتی اصولوں کے مطابق موسم بہار کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ فضائیں خوشگوار اور سازگار ہیں یہ الگ بات ہے کہ کسی کے لئے یہ خوشگوار اور سازگار فضائیں ناساز اور اندوہناک لمحات ساتھ لے کر آتی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہوئے بھی بہار کی ان رنگینیوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ امید ہے قارئین جان گئے ہیں ہوں گے کہ ہم کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

نظام زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر چیز بہار کے موسم میں اپنے آنے والے دنوں کے لئے منصوبہ بندی کرتی ہے، اپنے لئے لائحہ عمل طے کرتی ہے، گزشتہ زندگی کے ماہ وسال کا جائزہ لیتی ہے اور دیکھتی ہے کہ جو کوتاہیاں، کمزوریاں اور نادانیاں ہوگئیں تھیں آئندہ کے لئے نہ ہوں۔

جیسا کہ قارئین کے علم میں ہے کہ افغانستان کے اکثر علاقوں میں موسم سرما میں اتنی شدید سردی پڑتی ہے کہ عام نقل وحرکت تک مشکل ہو جاتی ہے پھر چہ جائیکہ اس میں جنگی نقل وحرکت کو جاری رکھا جاسکے۔ سردی کے ان تین چار مہینوں میں جب جنگی ساز وسامان سے نہتے مگر جذبہ جہاد سے بھر پور طالبان دشمن کے خلاف اپنی کارروائیوں کو ایک حد تک کم کر کے اپنے محفوظ ٹھکانوں میں بیٹھ کر آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں اور دشمن کے خلاف حکمت عملی اور جنگی پلان بناتے ہیں تاکہ زیادہ جانی نقصانات سے بچا جاسکے اور آئندہ کے لئے دشمن کے خلاف بھر پور تیاری کے ساتھ میدان کارزار میں اترا جاسکے۔

یہ دن طالبان رہنماؤں کے لئے تقریبا فرصت اور فارغ البالی کے دن ہوتے ہیں اس لئے وہ مل بیٹھ کر گزشتہ برس کی اپنی کارروائیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں، ان میں ہونے والی کمی بیشی کا جائزہ لیتے ہیں، جانی اور مالی نقصانات کی جانچ پڑتال کرتے ہیں تاکہ آئندہ کے لئے اس سے بہتر حکمت عملی اپنائی جاسکے۔

طالبان رہنما شورائی نظام کے تحت آئندہ کے لئے پروگرام بناتے ہیں، نئی حکمت عملی کے بارے میں سوچتے ہیں، مجاہدین کو ہر طرح سے مضبوط اور ناقابل شکست بنانے پر غور کرتے ہیں، دشمن کی ٹیکنالوجی اور جدید جنگی آلات کو مفلوج کرنے اور دشمن کو زیادہ سے زیادہ جانی اور مالی نقصان پہنچا کر زچ کرنے کے بارے میں سوچتے ہیں۔

بہار کے آتے ہی طالبان تین چار ماہ کے دوران بنے شیڈول اور کی گئی کامل تیاری کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں، طالبان کی یہ حکمت عملی اور اچانک حملے دشمن کے حوصلے پسپا کرتے ہوئے اس کے اوسان خطا کر دیتے ہیں، دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصان سے دوچار کرتے ہیں جس کا دشمن کو بھی اعتراف ہے یہی وجہ ہے کہ ہر موسم بہار دشمن کو پہلے سے زیادہ خطرناک اور مسائل ومصائب میں مبتلا کرنے والا لگتا ہے، دشمن کا ہر فرد یہ کہتے ہوئے پایا جاتا ہے کہ اس سال موسم بہار پچھلے موسم بہار سے زیادہ جان لیوا اور مشکل ترین ہوگا۔

دشمن کے بڑے بڑے سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا، انہیں سنگین مالی نقصانات سے دوچار کیا، ان کے محفوظ ٹھکانوں اور ایئر بیس کو نشانہ بنایا، ان کے بیش قیمت طیاروں کو کباڑ خانہ کی راہ دکھائی اور کروڑوں مالیت کے حربی آلات کو ناکارہ بنا کر دشمن کا غرور خاک میں ملا دیا۔

وہ دشمن جو دنیا سے طالبان کا نام بھلانے کی بات کر رہا تھا یہ صورتحال دیکھ کر قطر میں مذاکرات کے لئے دفتر کے قیام کی باتیں کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دشمن جو چند گھنٹوں میں افغانستان پر اپنا پرچم لہرانے کا دعویدار تھا، اب اسے بھاگنے کی راہ دکھائی نہیں دے رہی۔۔۔۔۔

15 اپریل کو صوبہ پکتیا، ننگرہار، لوگر، ہرات اور افغانستان کے دارالخلافہ کابل میں دشمن کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنے والی جاندار اور حیران کن کارروائیاں ''عملیات بدر'' کے لئے ''ختامہ مسک''ثابت ہوئیں جس نے عظیم الشان فتح کی نوید بن کر عہد فاروقی کی یاد دلائی۔

نئے عملیات کو''الفاروق'' کا نام دینا امارت اسلامیہ کا کیا خوب فیصلہ ہے۔اور بطور نیک فال یہ نام امارت کے لئے مبارک بھی ثابت ہوا کہ ماہ مئی کے بالکل آغاز پر ہی کابل میں گرین ویلیج نامی ایساف کے ایک بڑے مرکز میں چار فدائی مجاہدین نے گھس کر تباہی مچادی۔اس کارروائی میں غاصب افواج کے ۳۴ بڑے اہلکار جبکہ کٹھ پتلی حکومت کے ۹ فوجیوں کی ہلاکت کے علاوہ بہت زیادہ مالی نقصان بھی ہوا۔

مندرجہ بالا حملے کرزئی اور اوبامہ کے بیچ امریکی فوج کا مزید دس سال تک افغانستان میں رہنے کے معاہدے کے دوران ہوئے۔جس کے لئے اوبامہ نے انتہائی حد تک احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں افغانستان کا دورہ کیا۔

حملوں سے ثابت ہوا کہ افغانستان میں کون کیا چاہتا ہے؟ افغان سرزمین کے وارث کون ہیں؟ اور کون ہیں وہ لوگ جو اس سرزمین پر غیروں کے ساتھ سودا بازی کرتے ہیں؟ دشمن سے معاہدے کرتے ہیں ایسے جیسے کہ ان کے باپ دادا کی جائیداد ہو۔

طالبان نے یہ حملے کر کے دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ سرزمین افغانستان پر غیروں کا راج نہیں چلنے دیں گے، اس پر کسی قسم کی سودا بازی کو منظور نہیں کریں گے چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ کیوں نہ دینا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے خیال میں ان چار فدائیوں نے جان دے کر اوبامہ اور تمام اہل مغرب کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا ہوگا۔

چونکہ ہم افغانستان میں دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں، ہمارا مقصد صرف اپنے وطن عزیز کو دشمن کے ناپاک قدموں سے پاک کر کے یہاں اسلامی نظام کا قیام ہے یہی ہماری فتح اور یہی ہماری کامیابی ہوگی۔

ان شاء اللہ! امارت اسلامیہ کے عملیات''الفاروق'' بھی سابقہ عملیات کی طرح کامیاب اور اسم بامسمیٰ ثابت ہوگا اور اس کے واسطے سے ہم افغانستان میں دشمن کی شکست اور مجاہدین کی بڑی اور شاندار فتوحات کا مشاہدہ کر سکیں گے اور یہی فتوحات انشاء اللہ دیگر مغصوب و مقہور خطوں کے لئے آزادی و حریت کی نوید لے کر آئیں گے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

# 15 اپریل کا تاریخی معرکہ

عبداللہ پائندہ خیل

''اُمتِ مسلمہ کے پاس جو 'اطلاع'' ہے' وہ اطلاع امریکا کے پاس ہوتی تو اس سے اب تک پانچ سو گھنٹے کی ''ٹیلی نیوز'' برآمد ہو چکی ہوتیں، اِس کے حوالے سے دو ہزار چھوٹے بڑے مذاکرے نشر ہو چکے ہوتے، ممتاز شخصیات کے ایک ہزار انٹرویوز نشر ہو کر ناظرین کے حافظے کا حصہ بن چکے ہوتے، چھوٹی بڑی دو سو دستاویزی فلمیں تخلیق ہو چکی ہوتیں، ہالی ووڈ میں پانچ چھ بڑے بجٹ کی فیچر فلموں پر کام جاری ہوتا۔''

کوئی چار سال قبل دانشوز، صحافی اور قلمی مجاہد شاہنواز فاروقی کے یہ الفاظ پڑھ کر اس کا مفہوم اُس طرح سمجھ میں نہیں آیا تھا جس طرح صلیبی فوجوں کے خلاف 15 اپریل کے تاریخی حملوں کی میڈیا کوریج دیکھ کر سمجھ میں آیا۔ 'سُپر پاور کے قبرستان' میں امریکہ کی قیادت میں قابض افواج کی شکست ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار سورج کی روشنی کو ہاتھ سے روکنے کا مترادف ہے۔

وفاقی دارالحکومت کابل سمیت تین صوبوں ننگرہار، لوگر اور پکتیا میں امارت اسلامیہ افغانستان کے نڈر اور جذبہ ایمانی سے سرشار مجاہدین نے جارح وکٹھ پتلی فوجوں اور اعلیٰ ملکی وغیر ملکی حکام کے خلاف فدائی آپریشن کیا جو انتہائی کامیابی سے اختتام کو پہنچا۔ لیکن جس طرح سے امریکہ کا زرخرید میڈیا افغانستان کی صورت حال کی غیر حقیقی رپورٹنگ کرتا رہا ہے' موجودہ کارروائیوں کی میڈیا کوریج اس سے قطعاً مختلف نہیں تھی۔ لہٰذا یہ لازمی ہے کہ اس عظیم معرکے کی درست اور حقیقی صورت حال دنیا بھر تک پہنچائی جائے۔

حق و باطل کے درمیان یہ تاریخ ساز معرکہ اتوار کے روز 15 اپریل 2012ء کو برپا کیا گیا۔ مقامی وقت کے مطابق سہ پہر دو بجے کے قریب فدائین نے دارالحکومت کابل اور مذکورہ تین صوبوں میں آپریشن کا آغاز کیا۔ چوبیس گھنٹوں تک جاری رہنے والی جھڑپوں میں تیس فدائین نے حصہ لیا جنہوں نے کابل، جلال آباد، لوگر اور گردیز میں مجموعی طور پر 220 جارح فوجیوں، کابل انتظامیہ کے سکیورٹی، پولیس، انٹیلی جنس اہلکاروں اور اعلیٰ سرکاری حکام کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ اس طویل آپریشن کے دوران سویلین نقصانات نہ ہونے کے برابر رہے اور فدائین نے نہایت احتیاط سے کام لیا کہ کسی بے گناہ کو نقصان نہ پہنچے۔ میڈیا کی پوری کوشش رہی کہ قابض افواج اور ان کے مقامی ایجنٹوں کے نقصانات کو چھپا کر عام شہریوں کی ہلاکتیں ظاہر کر کے طالبان کے خلاف رائے عامہ بنائیں لیکن الحمد اللہ جہاں جہاں یہ حملے ہوئے ہیں

لوگ جانتے ہیں کہ اس اہم شرعی جنگی تقاضے کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔

کابل شہر کے وسط میں اہم فوجی مقامات، جارح ممالک کے سفارتی علاقوں، سفارت خانوں اور قابضین کے رہائشی مقامات پر امارت اسلامیہ افغانستان کے 13 فدائین نے حملہ کیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے قریب چار فدائین' صوبہ لوگر کے باشندے انس' صوبہ غزنی کے حافظ عصمت اللہ اور صوبہ پکتیا کے حنیف نے صوبہ لوگر کے رہائشی ملا اقبال کی قیادت میں حملہ کیا۔

شیر پور میں 6 فدائین' صوبہ پکتیا کے انجینئر سلیمان، صوبہ ننگرہار کے ابراہیم،صوبہ پکتیا کے ملا شہاب الدین،صوبہ بلخ کے ادریس اور صوبہ غزنی کے خطاب نے جناب قاری عبدالرحمن کی نگرانی میں آپریشن شروع کیا۔ پل چرخی کے علاقے میں کارروائی کی قیادت صوبہ زابل کے باشندہ ملا مزمل نے کی، جن کے ساتھ صوبہ قندوز کے حافظ طلحہٰ اور صوبہ پکتیا کے زین العابدین نے اس اہم جہادی معرکہ میں حصہ لے کر جام شہادت نوش کیا۔

فدائین نے ایک ہی وقت میں غاصب ممالک کے سفارتخانوں، صدارتی محل، پارلیمنٹ ہاؤس، ایساف کمانڈنگ سینٹر اور دیگر اہم اہداف کو نشانہ بنایا اور شدید جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران تین گاڑیوں کو ریموٹ کنٹرول بموں سے اُڑایا گیا۔ طویل فدائی آپریشن چوبیس گھنٹے تک جاری رہا، جس میں 93 جارح و کٹھ پتلی فوجی' پولیس اہلکاروں اور ملکی وغیر ملکی اعلیٰ حکام کو ہلاک کیا گیا جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ نیز بھاری ہتھیاروں کے حملے سے دُشمن کے مراکز کو بھی شدید نقصان پہنچایا گیا۔

صوبہ ننگرہار میں دو اہداف پی۔ آر۔ ٹی۔ اور ایئرپورٹ پر امارت اسلامیہ کے 8 فدائین نے حملہ کیا۔ پانچ فدائین پر مشتمل گروپ کی قیادت صوبہ قندھار کے باشندہ محمد عمر نے کی۔ اس گروپ کے امیر حمزہ نے جو صوبہ خوست کے باشندہ تھے' بارودی گاڑی کے ذریعے فدائی حملہ کیا۔

نیز صوبہ لوگر کے ضرار احمد، صوبہ ہلمند کے محمود اور صوبہ زابل کے عابد نے پی۔ آر۔ ٹی۔ کو نشانہ بنایا۔ ایئرپورٹ آپریشن کی کمان صوبہ قندوز کے معاذ کے پاس تھی، جن کے ہمراہ صوبہ قندھار کے خلیل اور صوبہ میدان وردک کے میرویس نے اس اہم جہادی معرکہ میں حصہ لیا۔

**امارت اسلامیہ افغانستان کے غیور مجاہدین نے دارالحکومت کابل کے وسط میں انتہائی سیکورٹی زون کو جس انداز سے نشانہ بنایا اور مسلسل 28 گھنٹوں تک اہم سیاسی سفارتی اور عسکری مقامات کو جس عسکری مہارت سے محاصرے میں رکھا اس سے باطل کے ایوانوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔**

تابڑ توڑ حملوں کے علاوہ بارودی گاڑی سے بھی دھماکہ کیا۔ چار گھنٹے تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں پی۔ آر۔ ٹی۔ کے 35 جارح و کٹھ پتلی فوجی اور انٹیلی جنس اہلکار کو ہلاک جبکہ متعدد کو زخمی کر دیا گیا۔ اسی طرح ایئرپورٹ میں بھی 27 جارح فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں تین فدائین نے صوبہ غزنی کے حماد کی قیادت میں آپریشن کا آغاز کیا۔ اس فدائی گروپ میں ننگرہار کے طاہر ولایت اور صوبہ خوست کے قاری سیف اللہ کو اس معرکہ میں حصہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے دشمن کے اہم مراکز پر انتہائی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ کیا، جو رات گئے تک جاری رہا۔ اس حملے کے نتیجے میں 30 کٹھ پتلی فوجی اور پولیس اہلکاروں کو جانی نقصان کا سامنا ہوا۔ اس کے علاوہ سکیورٹی اہلکاروں پر موٹر بم کا دھماکہ کیا گیا۔

عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ گردیز سول اسپتال میں میدان جنگ سے 30 فوجیوں اور پولیس اہلکاروں کی لاشیں لائی گئیں' جن میں اعلیٰ فوجی افسران بھی شامل تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسپتال کے مختلف وارڈوں میں پولیس اہلکار کھڑے ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایک اور رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اٹارنی جنرل کے مکان پر امریکی طیاروں نے بمباری کی، جس سے مکان منہدم ہو گیا اور ایک خاتون زخمی ہوئی۔

صوبہ لوگر میں چھ 6 فدائین نے صوبائی دارالحکومت پل عالم میں دشمن کے خلاف فدائی آپریشن کا آغاز کیا۔ صوبہ خوست کے رہنے

والے جناب ملا دلاور نے معدن وصنائع کی ڈائریکٹوریٹ پر کیے جانے والے حملے کی نگرانی کی۔ اُن کے ہمراہ صوبہ ننگرہار کے قاری شفیع اللہ اورصوبہ میدان وردک کے ملا مسعود نے دشمن کونشانہ بنایا۔صوبہ فراہ کے ملا ایوب نے تین افراد پر مشتمل گروپ کی قیادت کی۔اس گروپ میں ان کے ساتھ صوبہ پکتیا کے سیف اللہ اورصوبہ زابل کے ابرار نے اس ایمان افروز معرکہ میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔

لڑائی اتوار کے روز 15 اپریل 2012ء کو سہ پہر کے وقت شروع ہوئی، جو پیر کے روز مقامی وقت کے مطابق دن بارہ بجے تک جاری رہی۔اس لڑائی میں 6 امریکیوں سمیت 29 کٹھ پتلی پولیس اورانٹیلی جنس اہلکار ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ آپریشن کے دوران ریموٹ کنٹرول گاڑی سے بم دھماکہ بھی کیا گیا۔

قارئین کرام! یہ حقیقی صورت حال ہے' جو اس بات کا ثبوت ہے کہ افغانستان اب کٹھ پتلیوں کے کنٹرول میں نہیں ہے۔لیکن یہ دنیا پر ظاہر نہیں ہونے دیا جارہا ہے۔دشمن کا اپنے نقصانات کو چھپانا دراصل عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔کیوں کہ تمام سرکاری ونجی اسپتال لاشوں اور زخمیوں سے بھر چکے ہیں،جس کی گواہی عینی شاہدین اورمقامی باشندے دے رہے ہیں۔

'شرم تم کو مگر نہیں آتی' کی تصویر بنے جھوٹ بولنے کے عالمی ماہرین' جارح فوجوں نے کابل انتظامیہ کے کٹھ پتلی اہلکاروں کی جھوٹی تعریف کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا کہ 24 گھنٹے تک مسلسل جاری رہنے والے جھڑپوں پر قابو پالیا گیا جو ان کی صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے غیور مجاہدین نے دارالحکومت کابل کے وسط میں انتہائی سیکورٹی زون کو جس انداز سے نشانہ بنایا اور مسلسل 28 گھنٹوں تک اہم سیاسی سفارتی اورعسکری مقامات کو جس عسکری مہارت سے محاصرے میں رکھا اس سے باطل کے ایوانوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ان مقامات کو نشانہ بنایا جن کی حفاظت پر دشمن کو بہت زیادہ ناز تھا اور دشمن نے بار ہا اس بات کا اعلان بڑے شدومد کے ساتھ کیا ہے ان کے حفاظتی حصار کو کوئی نہیں توڑ سکتا اور یہ ریڈ زون علاقے ہیں' ان میں کوئی بھی شخص آسانی کے ساتھ جا نہیں سکتا ہے۔اس بات میں شک نہیں کہ واقعتاً جن علاقوں کو مجاہدین نے اپنی اعلیٰ جنگی حکمت عملی کے ذریعے نشانہ بنایا اس کے بارے ملکی اور غیر ملکی عسکری ماہرین کا خیال ہے کہ وہ انتہائی حساس علاقے ہیں اوران کی حفاظت کے لیے تمام تر جدید حفاظتی آلات نصب ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ وہاں چوبیس گھنٹے غیر ملکی اور کٹھ پتلی افواج کا سخت پہرہ ہوتا ہے۔مگر دشمن کی یہ تمام منصوبہ بندی اور جنگی حکمت عملی اللہ کے شیروں کا راستہ نہیں روک سکی اور مجاہدین کے سامنے یہ تمام منصوبے مکڑی کا جال ثابت ہوئے۔

لیکن قابضین اپنے ایجنٹوں' کٹھ پتلی اہلکاروں کی تعریف کیے جارہے ہیں۔وہ سیکورٹی اہلکار جو پھاٹک کھولنے کے لیے اپنی چیک پوسٹوں سے نکلنے سے قاصر رہتے ہیں وہ کونسا کارنامہ انجام دے کر داد شجاعت پا رہے ہیں' یہ ایک عام انسان پر واضح ہونا چاہیے۔امریکی جھوٹ کی ایک لمبی تاریخ ہے اوراس کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔دراصل جھوٹ اور امریکی مفاد ایک چیز کے دونام ہیں۔

امریکہ جتنا چاہے جھوٹ بول لے لیکن وہ اس حقیقت کو نہیں چھپا سکتا ہے کہ اس کو افغانستان میں تاریخی شکست کا سامنا ہے۔اس کی ٹیکنالوجی امارات اسلامی کے مجاہدین کے جذبہ ایمانی کے ہاتھوں بری طرح پٹ چکی ہے اور شکست امریکا کا مقدر ہے کیوں کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ:

وقل جآء الحق وزهق البطل انّ البطل کان زهوقا (81:17)

اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل چلا گیا۔بیشک باطل جانے والی چیز ہے۔''

بے شک افغانستان سے باطل قوتوں کو جانا ہے البتہ جلدی اعتراف شکست اور یہاں سے بھاگ جانا مزید امریکی فوجیوں کو بے مقصد مرنے سے بچا سکتا ہے۔

امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع

# ملا عبید اللہ اخوند

شہید رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرؤف حکمت

امارت اسلامیہ کے سابق وزیر دفاع ملا عبید اللہ اخوند شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ ان کا انتقال 2012 مارچ کو کراچی کے ایک جیل میں ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے دو سال پہلے ۵ مارچ 2010 کو پاکستان میں کراچی کے ایک جیل میں شہادت کے موت سے سرفراز ہو کر اس دار فانی سے کوچ ہو چکے ہیں۔

مولانا کا شمار تحریک طالبان کے اولین بانیوں میں ہوتا تھا۔ روس کے خلاف جہاد میں بھی آپ ایک نڈر بے باک اور فاتح مجاہد کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ امریکہ کے خلاف جہاد کی بنیاد رکھنے والوں میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے آپ کی شہادت نہ صرف افغانستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں اور مجاہدین کیلئے ایک عظیم سانحہ ہے آپ کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا سے پر کرنا آسان نہیں، قبل اس کے کہ راہ حق کے اس عظیم مجاہد کی جدائی ہمیں اپنی کاز میں ان کی تمناؤں کے مطابق ایک نئی زندگی بخشے آیئے زرا ان کے کارناموں کی ایک جھلک ملاحظہ کریں اور اپنی بابرکت جہاد کی راہ میں ان کی نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

## ولادت اور زندگی کے ابتدائی حالات

آپ حضرت مولانا یار محمدؒ کے فرزند اور اپنے وقت کے ایک مشہور اور بڑے عالم مولانا فتح محمد کے پوتے تھے آج سے تقریبا ۴۵ سال پہلے ۱۳۸۸ ش ق، کو قندھار کے ضلع ''ژڑی'' میں ملغام نامی علاقے میں واقع الکوزی کے گاؤں میں ایک علمی خاندان میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے والد ماجد اور مقامی مسجد میں حاصل کی اس کے بعد ملک کے بڑے بڑے علماء کرام سے باقی دینی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ جس وقت روس کے خلاف افغانستان میں جہاد کا میدان گرم تھا تو آپ وہ پہلے نوجوان تھے جس نے قندھار میں مولانا محمد صادق اخند کی قیادت میں روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ آپ نے جہاد کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ بھی ایک حد تک جاری رکھا لیکن آپکی زیادتر مصروفیات جہادی نوعیت کی تھیں آپ پورا سال قندھار کے ایک جہادی محاذ میں ہوتے اور راہ حق میں آپ کو کسی قسم کی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی۔

## روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد

آپ کا شمار روسیوں اور ان کے زرخرید غلاموں (افغان کمیونسٹوں) کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہدین اور قائدین میں ہوتا تھا، نوعمری ہی سے روسی جارحیت کے خلاف اسلحہ اٹھایا اور روسی کمیونسٹ حکمران ڈاکٹر نجیب اللہ کی حکومت کے سقوط تک اپنی جہادی سرگرمیوں کو بغیر کسی توقف اور تاخیر کے جاری رکھا آپ نے اپنی جہادی زندگی کا آغاز ایک عام مجاھد کی حیثیت سے کیا لیکن اپنی خداد صلاحیت، جہادی جذبے، اور استقامت اور اجسمانی قوت کے بل بوتے پر بہت جلد ہی قندھار کے سطح پر ایک بہادر اور جری مجاھد کی حیثیت سے پہچانے لگے۔ آپ کے جہادی ساتھی کہتے ہیں کہ روس کے خلاف جہاد میں آپ کے پسندیدہ اسلحہ ۸۲ میٹر دور مار ایک توپ تھا جسے آپ بڑی مہارت سے چلایا کرتے تھے۔ بعد میں آپ قندھار میں مولانا محمد صادق اخند کی یونٹ کے عمومی نگران مقرر ہوئے۔ آپ نے روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف بہت سے معرکوں میں حصہ لیا جس میں

سے بہت سارے معرکوں میں آپ نے قائد کے فرائض بھی سرانجام دیے ،قندھار شہر، میوند، ژڑی، پنجوئی، ارغنداب اور اسکے علاوہ دیگر علاقوں میں آپ نے جہادی سرگرمیاں سرانجام دی ہیں اسی طرح صوبہ ھلمند کے ضلع گرشکی اور صوبہ زابل کے شہر صفا اور صوبہ روزگان کے ترین کوٹ میں بھی آپ روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں شریک رہے۔

آپ کے ایک جہادی ساتھی مولوی جان محمد کا کہنا ہے کہ صوبہ زابل کے شہر صفا کے مقام پر کمیونسٹوں کا جو ایک بہت بڑا قافلہ مجاھدین کی مشترکہ کارروائی میں تباہ ہوا تھا تو اس کارروائی میں آپ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ مولوی جان محمد جو اس کارروائی کے دوران آپ کے ساتھ ایک ہی محاذ میں تھے کہتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے بغیر کسی وقفے کے ھشتا دودو توپ (ایک توپ کا نام ہے) سے دشمن پر مسلسل ۳۰ گولے داغ کر دشمن کے بہت سارے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے پرخچے اڑا دیئے۔

آپ نے کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس میں متعدد بار آپ زخمی ہو گئے تھے لیکن قندھار شہر کے محلہ جات کے علاقے میں ایک تاریخی معرکے کے دوران جس میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاھد مدظلہ کے ساتھ ایک مورچے میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے آپ کو شدید چوٹیں آ گئیں تھیں۔

اس وقت کے مجاہدین کے کہنے کے مطابق محلہ جات میں جاری اس معرکہ کے دوران دشمن کے بہت سارے ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئیں حتی کہ دشمن کے پسپائی کے بعد جب اگلے روز ان تباہ شدہ گاڑیوں اور ٹینکوں کے انجام کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آنے لگے تو اتنی بڑی مقدار میں ان گاڑیوں اور ٹینکوں کی تعداد کو دیکھ کر وہ گمان کرنے لگے کہ شاید ابھی تک دشمن کا قافلہ کھڑا ہے حالانکہ وہ صرف اپنے کچھ ٹینک اور گاڑیوں کو لیکر واپس اپنے مورچوں کی طرف پسپا ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ان کی زیادہ تر ٹینک اور گاڑیاں اس جنگ میں تباہ ہو چکی تھیں۔ اس معرکے میں شریک مجاہدین کا کہنا ہے کہ ان ٹینکوں اور گاڑیوں کو نشانہ بنانے میں جو بڑا اسلحہ استعمال ہو رہا تھا تو وہ صرف امیر المؤمنین اور ملا عبید اللہ شہیدؒ چلا رہے تھے

## اسلامی تحریک کی بنیاد اور اس کیلئے آپ کی خدمات

قندھار میں کیمونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد آپ اپنے دیگر مجاہدین ساتھیوں سمیت عام لوگوں کی طرح زندگی گزارنے لگے۔ اس دوران قندھار کے ضلع (زیڑی) میں اپنی تعلیمی سلسلہ کو بھی جاری رکھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب افغانستان کے حالات دوبارہ خراب ہونے لگے اور مختلف تنظیمی ٹولوں اور گروپوں نے لوٹ مار اور قتل وغارتگری کا بازار گرم کر کے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا اور افغانستان میں کسی کی جان، مال عزت و آبرو محفوظ نہ رہی تو ان حالات کے سدباب کیلئے ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں قندھار کے ضلع زیڑی اور میوند میں ایک مرتبہ پھر پرانے مجاہدین اور طالبان کا اجتماع ہوا جس میں اس فساد اور قتل وغارتگری کے خلاف ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ ملا عبید اللہ شہیدؒ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس تحریک کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور اس کے بعد ایک سچے اور باعتماد مجاہد کی صورت میں اپنی ساری زندگی تحریکی خدمات کیلئے وقف کر دی۔

طالبان کی طرف سے قندھار شہر پر قبضہ کرتے وقت آپ کو کمانڈر مقرر کیا گیا، چنانچہ مغربی افغانستان میں جہادی کارروائیوں میں شرکت کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی صوبہ فراہ کے دفاعی لائنوں پر عمومی نگرانی کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

صوبہ فراہ کی نگرانی کے دوران ایک دفعہ عید کے دن مخالفین کے ایک بڑے کمانڈر اسماعیل خان کی طرف سے کیے گئے ایک حملے میں اپنے کچھ

ساتھیوں سمیت گرفتار ہوئے اور چالیس روز بعد قیدیوں کی باہمی تبادلے کی صورت رہا ہوکر واپس اپنے عہدے پر آ گئے۔ ان ہی ایام میں جب کابل میں اسلامی تحریک کی کارروائیاں جاری تھیں تحریک کے مشہور کمانڈر ملا مشر اخوند شہید ہو گئے۔ چنانچہ ملا عبید اللہ شہیدؒ صوبہ روزگان سے آپکی فاتحہ خوانی کے لیے آرہے تھے کہ ہیلی کاپٹر کو حادثہ پیش آیا لیکن اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ہیلی کاپٹر گر جانے کے باوجود بھی آپ اور آپ کے تمام رفقاء صحیح اور سلامت رہے۔

۶ میزان ۱۳۷۵ ش ق، کو جس وقت اسلامی تحریک کی طرف سے کابل پر کنٹرول کے بعد آپ کو یہاں کے وزارت دفاع کا نگران مقرر کیا گیا اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد مستقل وزیر دفاع بنائے گئے۔ چنانچہ کابل پر امریکہ کے حملہ کرنے کے بعد اسلامی امارت کے مجاہدین کے انخلا تک آپ بدستور اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔

وزیر دفاع ہونے کی حیثیت سے آپ امارت اسلامی کے تمام مسلح قوتوں کے سپریم لیڈر بھی تھے لیکن اس کے باوجود آپ بذات خود بھی مختلف اقدامی اور دفاعی معرکوں میں حصہ لیتے رہے، آپ کابل کے شمالی دفاعی لائنوں کی ہمیشہ نگرانی کرتے تھے چنانچہ اسی استقامت کیساتھ آپ تقریبا تمام معرکوں میں بذات خود بھی شریک ہوتے رہے جن میں آپ تقریبا سات مرتبہ زخمی بھی ہوئے۔ آخری مرتبہ کلکانو کے قریب ایک معرکہ میں آپ کو کافی زخمیں آئیں۔

جس وقت امریکی حملہ کی وجہ سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت کابل اور دیگر شہروں سے پسپائی اختیار کی تو اس وقت امیر المؤمنین کی طرف سے آپ پورے افغانستان کے نائب امیر بنائے گئے، اس بھاری ذمہ داری کے کندھوں پر آنے کی وجہ سے خاص کر اس وقت جب افغانستان اور خطے کے حالات سخت ناسازگار تھے اور دشمن فوج اور میڈیا دونوں طرف سے حملہ آور ہو چکا تھا، عام طور پر لوگوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور امارت اسلامیہ کو مالی اور دفاعی لحاظ سے سخت مشکلات کا سامنا تھا، دنیا بھر میں اللہ تعالی کے سوا کوئی آسرا نہیں تھا۔ تو اس وقت ملا عبید اللہ شھیدؒ نے امارت اسلامیہ کے دیگر باہمت اور پرعزم قائدین کیساتھ ایک مرتبہ پھر اپنے آپ کو ان مشکلات کے مقابلے میں اس وقت تک پیش کر دیا جب تک کہ افغانستان میں حملہ آوروں کے خلاف جاری مزاحمت میں نئی روح پھونک کر اسے ایک نئی زندگی بخشی۔

آپ نے مختلف پالیسیوں کے تحت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی ازسرنو تشکیلات کیں۔ آپ کے ایک قریبی ساتھی کا کہنا ہے ان ہی ایام میں ملا داد اللہ اخوند اور کچھ دیگر کمانڈروں کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی۔ اسی طرح افغانستان کے مختلف علاقوں میں بارسوخ جہادی کمانڈروں کیساتھ بھی آپ نے ملنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے پہلی دفعہ، انتظامی، اقتصادی، تعمیری اور سیاسی پالیسیوں کے بارے میں ایک منصوبہ پیش کیا گیا۔ چنانچہ اس طرح ان تشکیلات کی روشنی میں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پورے افغانستان کے تمام علاقوں میں جہادی امیر مقرر کیے گئے جس کی وجہ سے امریکہ کے خلاف جاری جہاد کو ایک نئی اور منظم زندگی ملی۔

آپ نے اپنے قریبی ساتھیوں کے کہنے پر امریکہ کے خلاف جاری جہاد کے اوائل میں جہاد کی تقویت اور اس کو متاثر کن بنانے کیلئے بڑی جدوجہد کی۔ جس کیلئے آپ کو بہت سے علاقوں کے سفر کرنا پڑے۔ اور جس کسی سے بھی آپ کو جہاد کی امید تھی اس کے گھر جا کر اسے جہاد کی دعوت دی۔ یہ امارت اسلامیہ کے ان جیسے درد دل رکھنے والے قائدین کی محبت کا ثمرہ تھا کہ افغان جہاد قوت پکڑ کر بدستور بڑھتا گیا اور آج فتح و کامیابی سے ہم کنار ہونے کے قریب کھڑا ہے۔

## ذاتی شخصیت:

صوبہ ہلمند کے رہنے والے مولوی محب اللہ جس نے روس کے خلاف جہاد کے دوران ملا عبید اللہ شہیدؒ کے ساتھ وقت گزارا تھا اور بعد میں بھی آپ کے ساتھ تعلقات برقرار رکھے تھے۔وہ ملا عبید اللہ اخندؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ کے زندگی میں اور صفات کے علاوہ تقوی اور قوت عزم کی صفات بہت نمایاں تھیں۔آپ حالت جنگ اور مقابلے کے وقت بہت پرعزم اور حوصلہ مند ہوتے تھے اور اپنی عام زندگی میں بھی بڑے تقوی دار تھے۔مولوی محب اللہ کے کہنے کے مطابق ملا عبید اللہ شہیدؒ نے اپنے یونٹ کے تمام مجاہد ساتھیوں کو نیک چلنی، دیانت اور باجماعت نماز کا پابند بنایا ہوا تھا اور جو کوئی ان دینی امور پر عمل پیرا نہ ہوتا تو اسے اپنے یونٹ میں نہ چھوڑتے۔اسی طرح جہاد کے وقت آپ ہر صبح سورت یسن کا ختم کرواتے جس میں ایک ساتھی تلاوت کرتا اور باقی سب سنتے رہتے تھے۔مولوی محب اللہ کے بقول ملا عبید اللہ اخوند شہیدؒ ذاتی طور پر علم دین کے بہت شوقین تھے نیز آپ علماء کرام کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے ۔چنانچہ جس وقت آپ کابل میں وزیر دفاع تھے تو اگر عام عالم دین بھی ملاقات کیلئے آتے تو بڑے ادب واحترام سے ان سے ملتے اور انکی عزت افزائی میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔الحاج ملا عبد الغفار جو کہ امارت اسلامیہ کی حکومت کے دوران وزارت دفاع میں اطلاعات کے عمومی نگران تھے اور بہت عرصہ ملا عبید اللہ شہیدؒ کے ساتھ بھی رہے تھے، وہ بھی مولانا عبید اللہ شہیدؒ کے تقوی اور بیت المال سے متعلق ان کی نہایت احتیاط کے بارے میں کہتے ہیں کہ جس وقت آپ وزیر دفاع تھے تو میں قندھار میں موجود ان کے گھر پہ بھی گیا لیکن دنیاوی عہدے داروں کی طرح آپ کا گھر کوئی مزین اور عالی شان نہ تھا بلکہ آپ کا گھر ایک فقیر منش انسان کے گھر کا نمونہ تھا۔

مولوی عبد الغفار وزارت دفاع کے انٹیلی جنس آفیسر مولوی نور علی کی بات نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس وقت ملا عبید اللہ اخوندؒ کا گھر کابل میں تھا تو ایک دن آدھی رات کو آپ نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا جب میں باہر نکلا تو کہا کہ اگر تمہارے پاس اپنی کچھ ذاتی رقم ہو تو مجھے ادھار دو، میرا بیٹا محمد سخت بیمار ہے، ملا نور علی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اپنے بیٹے کو اس چار سو بستر والے ہسپتال پہنچاؤ وہاں تو امارت اسلامیہ کے خاص افراد کا علاج مفت ہوتا ہے یا بیت المال سے کچھ پیسے لیکر خرچ کرو کیونکہ اس طرح کے مواقع پر تو اجازت ہوتی ہے۔لیکن یہ سب کچھ سن کر مجھ سے عبد اللہ اخوند نے کہا کہ مجھے طریقے بتانا چھوڑ دو اگر رقم ہو تو مجھے ادھار دو جب میرے پاس پیسے آجائیں گے تو واپس کر دونگا، چنانچہ پھر میں نے انہیں ۲۰ ہزار روپے دیے۔پھر بعد میں ملا عبید اللہ اخوندؒ وہ رقم ایک ساتھ ادا نہیں کر سکا بلکہ پانچ پانچ سو، ہزار ہزار اور ڈیڑھ ہزار کر کے مختلف ادوار میں آہستہ آہستہ یہ پوری رقم لوٹا دی۔ ملا عبد الغفار اخوند کہتے ہیں کہ آپ کے گھریلو محافظ نے مجھے آپ کے گھر کے اخراجات کے بارے میں بتایا کہ ایک مرتبہ پورے ہفتے میں آپ کے گھر کے اخراجات میں صرف آدھا کلو گوشت شامل تھا جو کہ بیت المال سے متعلق آپ کی انتہائی احتیاط اور میانہ روی پر واضح دلیل ہے۔

مولوی عبد الغفار اخوند آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ عاجزی کے ایک پیکر تھے، راستہ میں چلتے وقت آپ کسی سے آگے نہیں بڑھتے تھے اور اگر کسی وقت بیٹھنے کی ضرورت پیش آجاتی تو آپ اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ کوئی چیز بچھائی جائے بلکہ بے تکلفانہ زمین پر ہی بیٹھ جاتے۔

اسی طرح مولوی عبد الغفار آپ کی دفاعی ذمہ داریوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ بڑے توکل والے تھے نیز اپنے وظائف کی بھی بڑی پابندی فرماتے تھے، پورے افغانستان میں اپنے چند ساتھیوں کیساتھ اپنی

ذاتی گاڑی میں مختلف علاقوں میں گھومتے تھے۔ آپ کی روٹین یہ تھی کہ ہفتہ کے اکثر ایام میں آدھی رات کو کابل سے روانہ ہوتے اور شمالی علاقوں کے دفاعی لائنوں کا نزدیک سے معاینہ کرتے اور مجاہدین کی پوزیشن کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور جس وقت دفتری اوقات شروع ہو جاتے تو دوبارہ دفتر پہنچ کر اپنا کام شروع کرتے۔ نیز مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ تن تنہا گاڑی چلاتے ہوئے شمال کے دفاعی لائنوں تک گئے اور وہاں جا کر ان کا معاینہ کیا۔

مولوی عبدالغفار جس کے پاس وزارت دفاع کے رابطہ کی ذمہ داری بھی تھی آپ کے بارے میں کہتے ہیں

وزارت دفاع میں انکی ڈیوٹی کے دوران میں نے کبھی نہیں سنا کہ عبیداللہ اخوند کا رابطہ اپنے دیگر مجاہدین کمانڈروں سے منقطع ہوا ہو کیونکہ آپ کا مخابرہ چوبیس گھنٹے کھلا ہوتا تھا جس کی وجہ سے دیگر ذمہ دار حضرات کا ہمیشہ آپ سے رابطہ قائم رہتا تھا۔ اور دن رات میں کسی کے ساتھ بھی اگر کوئی مسئلہ پیش آتا تو آپ وہاں پہنچ جاتے تھے۔ امریکہ کے خلاف نئے جہاد کے آغاز میں جب بڑی مایوسی اور آزمائش کا وقت تھا مولانا عبیداللہ اخوند اپنی مجالس میں ہمیشہ اپنے ساتھیوں کے سامنے اس آیت کریمہ (اور جن لوگوں نے ہماری خاطر کوشش کی ہے، ہم انہیں ضرور بالضرور اپنے راستوں پر پہنچائیں گے، اور یقینا اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (۲۱ پارہ نمبر ۹۶) کو بطور استدلال پیش کر کے فرماتے کہ اگر ہم ایک مرتبہ پھر سچے دل سے جہاد کی نیت کر لے تو یقینا اللہ تعالی اس کے اسباب بھی ہمیں عنایت فرمادیں گے۔

صوبہ ہلمند میں ضلع ذکر شک کے مقام پر ایک جہادی کمانڈر مولوی عطا محمد جو ان دنوں ملا عبیداللہ اخوندؒ کے قریب رہے تھے کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ یہ وصیت کرتے تھے کہ لوگوں کیساتھ نرمی کا معاملہ کرو چاہے تمہیں خود کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے، اور اگر کبھی بھوک لگی ہو تو لوگوں سے بزور زبر دستی کچھ نہ مانگو بلکہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو تا کہ قوم تمہاری حالت خود دیکھے اور اس کے بعد وہ تمہاری مدد اور نصرت کریں۔ امریکہ کے خلاف جہاد کے ابتدائی ایام میں آپ کے ساتھ رابطہ کے فرائض سرانجام دینے والے ایک ذمہ داری کا کہنا ہے کہ اس کے باوجود کہ ان دنوں حالات سخت خراب تھے لیکن پھر بھی ملا عبیداللہ اخوندؒ نے مجھ سے کہا کہ نہ تو ٹیلیفون نمبر بدلنا اور نہ ہی اسے بند رکھنا، اور آپ خود بھی ہمیشہ ایک نمبر زیر استعمال رکھتے جس کے ذریعے مجاہدین ہمیشہ میرے واسطے سے رابطہ کر سکتے تھے۔ آپ یہ اتنا بڑا رسک اس وجہ سے لیتے تھے کہ آپ کی نظر میں اپنی گرفتاری کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا بجائے اس کے کہ مجاہدین کو کوئی ایمرجنسی درپیش ہو اور آپ وہاں نہ پہنچ سکیں یا اس کی اطلاع ہی نہ ہو۔

امارت اسلامیہ کے پہلے لکھاری مولوی خیبر احمد مجاہد جس نے امریکہ کے خلاف جاری جہاد کے شروع کے سالوں میں پرنٹ میڈیا کے ذریعہ امارات اسلامیہ کے مؤقف کو بھر پور انداز میں پیش کرنے میں اپنا اہم اور بنیادی رول ادا کیا، وہ بھی اس وقت ملا عبیداللہ اخوندؒ سے قریبی رابطہ میں رہتے تھے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملا عبداللہ اخوند نے مجھے مخاطب کر کے کہا فی الحال ہمارے پاس وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن اللہ تعالی کی ذات بہت بڑی ہے ساری دنیا کے کفار اور اسلام دشمن قوتیں ہمارے خلاف متحد ہو چکی ہیں سر چھپانے کیلئے پوری دنیا میں ہمیں ایک بالشت جگہ میسر نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا ملک ہے جو ہمیں امداد دیکر ہماری مدد کر سکیں ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمارا حمایتی اور مددگار صرف اللہ تعالی ہے اسی پر ہم توکل کرتے ہیں۔

باقی ہم اس انتظار میں نہیں بیٹھیں گے کہ پہلے بہت سے وسائل اور پیسہ مہیا ہو اور پھر ہم جہاد کا آغاز کریں، بلکہ اگر ہمارے پاس کچھ بھی نہ ہو تو زمین پر پڑے پتھر ہی دشمن پر پھینکنا شروع کر دیں گے اور بروز قیامت

اللہ سبحانہ وتعالی سے عرض کریں گے کہ ہمارے بس میں اتنا ہی تھا جس سے ہم نے بجائے خاموش بیٹھنے کے آپ کے دین کے دشمن کا مقابلہ کیا۔اور دوسری بات یہ کہ اس راہ میں شہادت اور قید خانوں کی اذیت کیلئے ہمیں ہمیشہ تیار رہنا ہوگا

دوران قید مولانا عبیداللہ اخوندؒ نے قرآن کریم بھی حفظ کرلیا تھا،قید کے دوران آپ ہمیشہ نفل نمازوں میں قرآن کا ختم کیا کرتے تھے۔اور ساتھ ہی اپنے دیگر قیدی ساتھیوں کو بھی یہ سپارے سناتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ ایک طرف نماز کے دوران تلاوت کا بہت بڑا اجر ہے تو دوسری طرف اس سے توجہ اور حضور قلب بھی نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے نماز میں بہت لذت محسوس ہوتی ہے۔

آپ کے جیل کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ مجھے مولانا عبیداللہ اخوندؒ نے کہا کہ میں نے قرآن کریم دوسال میں مکمل حفظ کرلیا ہے جس کی صورت یہ ہوئی کہ شروع میں چار سورتیں (سورت یسن ،ملک،دخان،حم سجدہ) یاد کرلیں اور یہ معمول بنایا کہ ہر جمعہ کی رات کو نفل نماز میں ان چار سورتوں کی تلاوت کیا کرتا تھا اور اللہ تعالی سے قرآن حفظ کرنے کی توفیق مانگتا رہتا تھا،چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی نے میری دعا قبول فرما کر مجھے اس نعمت عظمی سے سرفراز فرمایا۔

## شہادت

آپ ۳جنوری ۲۰۰۷ء کو بلوچستان کی طرف سفر کررہے تھے کہ کوئٹہ کے مقام پر پاکستانی سیکورٹی اہل کاروں نے آپ کو گرفتار کیا،گرفتاری کے بعد بہت عرصے تک آپ کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ رواں سال فروری کے مہینے میں پاکستانی اہل کاروں نے آپ کے اہل خانہ کو اطلاع دی کہ ملا عبیداللہ اخوندؒ آج سے دوسال پہلے ۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو بروز جمعہ پاکستان میں کراچی کے ایک جیل میں انتقال کرچکے ہیں اوران کی تجہیز وتکفین بھی ہوچکی ہے۔

آپکی شہادت کی خبر دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصا افغان قوم اور امارت اسلامیہ کے مجاھدین کیلئے ایک دردناک خبر تھی ،امارت اسلامیہ کے شوراہ کی طرف سے آپ کی شہادت کے بارے میں یہ اعلامیہ جاری ہوا ہے کہ ''افغانستان کی امارت اسلامیہ آپ کی شہادت پر آپ کے معزز گھرانہ،تمام مجاہدین افغان قوم اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے غم میں برابر کی شریک ہے اور اس سانحہ پر اپنی شدید رنج وغم کا اظہار کرتی ہے،اور جس طرح آپ نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے تو ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی شہادت قبول فرما کر آپ کو جنت الفردوس میں ٹھکانا عطا فرمائیں اور آپ کے خاندان کو اس سانحہ پر صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائیں (آمین) افغانستان کی امارت اسلامیہ آپ کے دنیا سے جانے کو تمام مسلم دنیا اور خاص کر افغان قوم کیلئے عظیم سانحہ گردانتی ہے جس کی خلا تادیر پر نہیں ہوسکے گی۔اور ہم پاکستانی اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد مولانا عبیداللہ اخوندؒ کی گرفتاری مرض اور وفات کے بارے میں امارت اسلامیہ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کریں۔نیز آپ کے گھر والوں کو دوسال تاخیر سے شہادت کی خبر پہنچانے کی وجہ سے ہم بین الاقوامی ہیومن رائٹس کے ادارے سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان نے ابھی تک مولانا عبیداللہ شہیدؒ اور دیگر امارت اسلامیہ کے قیدیوں کے بارے میں ان کے اہل خانہ کو کسی قسم کی معلومات فراہم نہیں کی ہیں لہذا وہ جلد از جلد مذکورہ معلومات فراہم کریں کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری ہے

آپ نے اپنے پسماندگان میں ۹ بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑے ہیں،بیٹوں میں کچھ حافظ قرآن ہیں اور باقی اپنا دینی تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں۔اللہ آپ کی روح کو خوشی سے سرشار اور آپ کی یاد کو تر وتازہ رکھے۔

# ایک افغان اور ایک امریکی کے خون کی قیمت

احمد بلال

ابھی قندھار (زنگاوت) کے سانحہ کا خون بھی خشک نہیں ہوا تھا اور ابھی اس کی خبریں میڈیا کی شہ سرخیوں میں شامل تھیں کہ امریکہ نے سانحہ کے متاثرین کو خون بہا دینے کا شوشہ چھوڑ دیا۔ کچھ ہی روز قبل الجزیرہ ٹی وی کی ایک ویڈیو میں اس سانحہ کے متاثرین کو کرزئی کے ساتھ دکھایا گیا تھا۔ وہ اسے امریکیوں کے وحشیانہ ظلم کی تفصیلات سے آگاہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمیں کوئی رقم، خون بہا یا کوئی اور بدلہ قبول نہیں اور نہ ہی ہم اس کے بدلے حج پر جانا چاہتے ہیں، ہم صرف مجرم امریکیوں کو انصاف کے کٹہرے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ابھی ان باتوں کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا اور متاثرین کی کرب ناک داستان اور اشک بار چہرے ابھی آنکھوں سے اوجھل بھی نہیں ہوئے تھے کہ مغربی ذرائع ابلاغ نے امریکہ کی طرف سے شہداء کے لواحقین کو تاوان ادا کرنے کی خبریں دھڑا دھڑ چھاپنا شروع کر دیں۔ شہداء کے سروں کی انتہائی کم قیمت لگا کر امریکہ نے گویا ایک مرتبہ پھر افغان قوم کی تذلیل کی کوشش کی۔

اگر ہم زنگاوت کے متاثرین کو دیے گئے تاوان کا موازنہ لاکربی کے متاثرین سے کریں تو امریکہ کے انصاف کا پیمانہ کھل کر سامنے آجائے گا اور یہ بھی عیاں ہو جائے گا کہ ایک مغربی یا یورپی شہری کے مقابلے میں ایک افغان باشندے کی کتنی وقعت ہے اور امریکہ کی انسانیت دوستی کے جھوٹے دعوؤں کا پول پوری دنیا کے سامنے کھل جائے گا۔

اگر ہم زنگاوت کے متاثرین کو دیے گئے تاوان کا موازنہ لاکربی کے متاثرین سے کریں تو امریکہ کے انصاف کا پیمانہ کھل کر سامنے آجائے گا اور یہ بھی عیاں ہو جائے گا کہ ایک مغربی یا یورپی شہری کے مقابلے میں ایک افغان باشندے کی کتنی وقعت ہے اور امریکہ کی انسانیت دوستی کے جھوٹے دعوؤں کا پول پوری دنیا کے سامنے کھل جائے گا۔

مغربی میڈیا کے مطابق امریکہ نے کرزئی حکومت کو ہر گھرانے کے لئے چھیالیس (46) ہزار امریکی ڈالر اور ہر قبیلے کے لئے دس ہزار امریکی ڈالر تاوان دیا ہے۔ اسطرح کل رقم آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر بنتی ہے۔ بظاہر افغانستان کی پسماندگی اور غربت کی وجہ سے یہ رقم کافی بڑی دکھائی دیتی ہے لیکن جب امریکہ اور یورپ میں پیش آنے والے واقعات سے اس کا موازنہ کریں تو پتہ چلے گا کہ یہ تاوان نہیں بلکہ افغان عوام کے ساتھ مذاق اور ان کی توہین ہے۔

اگر اس تناظر میں لاکربی میں پیش آنے والے واقعے کا جائزہ لیا جائے جس میں طیارے کے حادثے میں 250 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ اسے ایک مشکوک دہشت گردی کا واقعہ قرار دے کر ایک لیبیائی شہری کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ تفصیلات کے مطابق 1988ء کے شروع میں ایک بوئنگ 737 مسافر بردار طیارہ سکاٹ لینڈ کے شہر لاکربی کی فضا میں تباہ ہو گیا۔ امریکہ اور یورپی ممالک نے لیبیا کو اس واقعے کا ذمہ دار قرار دے کر قذافی پر دباؤ ڈالا کہ وہ متاثرین کو تاوان ادا کرے اور عبدالباسط لیبی کو برطانیہ کے حوالے کرے جہاں کی

عدالت نے اسے عمر قید کی سزا سنادی تھی۔

2003ء کے شروع میں قذافی نے متاثرین کو تین بلین ڈالر تاوان ادا کیا۔یعنی ہر گھرانے کو گیارہ ملین ڈالرز دیے گئے۔جبکہ لیبیا کی حکومت یا اس بندے نے واقعے کی ذمہ داری قبول نہیں کی بلکہ صرف امریکہ اور اس کے ایماء پر دوسرے مغربی ممالک کی طرف سے اقتصادی پابندیوں اور دباؤ سے مجبور ہو کر انھیں یہ تاوان دینا پڑا۔

اس کے مقابلے میں زنگاوت کے سانحے کی کیفیت بہت واضح ہے۔ اس رات کو علی الاعلان امریکیوں نے افغانیوں کے گھروں پر دھاوا بول دیا اور فائرنگ کر کے 17 لوگوں کو شہید کر دیا جس میں زیادہ خواتین اور معصوم بچے تھے۔پھر ان کی لاشوں کو اکٹھا کر کے آگ میں ڈال دیا۔امریکی فوج اور حکومت نے اس واقعے کی ذمہ داری قبول کی اور اپنے ایک فوجی رابرٹ بلس کو مجرم قرار دے کر عدالتی کاروائی کے بہانے امریکہ منتقل کر دیا اور اب افغانیوں کی بے حرمتی کے لئے چند ٹکے خون بہا کے طور پر تھما دیے۔

انسان،انسان ہے چاہے یورپی ہو،امریکی یا پھر افغانی!اس تاوان کی ادائیگی نے ایک بار پھر امریکہ کی نام نہاد جمہوریت اور انسانی حقوق کی علمبرداری کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا ہے۔

کیا ایک ترقی یافتہ ملک کے باشندے کی قیمت ایک ترقی پذیر یا پسماندہ ملک کے باشندے سے زیادہ ہے؟

دنیا کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امریکہ کے انسانی حقوق،انسانی آزادی اور اس طرح کے دوسرے جھوٹے پروپیگنڈے صرف اور صرف اپنے بڑھتے ہوئے سیاسی اہداف کے حصول،دنیا کے ممالک پر اپنے قبضے اور استعماری نظام کو دنیا پر مسلّط کرنے کے لئے ہیں۔

☆☆☆

**بقیہ از۔۔۔۔۔۔۔امریکی افغان حکمت عملی خطرے میں**

کر کے افغان فوجیوں کی طرف سے اگلے سال جنگی کارروائیوں کی قیادت اور 2014ء تک پورے افغانستان کی سیکورٹی کی ذمہ داری سنبھالنے کے منصوبے کی توثیق کی ہے۔لیکن امریکی فوجوں کے انخلاء کے ساتھ جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ کیا افغان حکومت اس قابل ہو گی کہ وہ اپنے بل بوتے پر بنیادی استحکام ہی قائم کر سکے؟ موجودہ صورت حال میں افغان فوجی ملک بھر میں عوامی تحفظ کو قائم اور برقرار رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکی فوج جتنی زیادہ دیر تک افغانستان میں رہے گی اتنے ہی زیادہ واقعات رونما ہوں گے اور جن کے نتیجے میں شہریوں میں امریکی مخالف جذبات کو مزید تقویت ملے گی۔اوباما کی افغان حکمت عملی واضح طور پر خطرے میں ہے کہ وہ پتھروں سے ٹکرا جائے۔

[صاحب تحریر چائینز اکیڈمی آف سوشل سائنسز میں انسٹی ٹیوٹ آف امریکن اسٹڈیز میں محقق ہیں](بشکریہ چائنا ڈیلی)

☆......☆......☆

**بقیہ از.... مولوی عطاء اللہ انٹرویو**

افغانستان کیلئے نہیں ان کو یہ کہوں گا کہ میں خود ایک ازبک قوم سے تعلق رکھتا ہوں اور اندخوی کا رہنے والا ہوں، میں تمام افغانستان میں گھوما ہوں جہادی سفر کے سلسلے میں پکتیا، پکتیکا، غزنی اور زابل میں مسلسل ۱۲ روزہ سفر میں مختلف گاؤں میں مختلف قوموں کے ساتھ ملا ہوں اسی طرح میرے جہادی ساتھی ہلمند کے جہادی محاذوں میں رہے ہیں لیکن ہمیں ابھی تک اسلامی امارت کی صفوں میں علاقائی،لسانی اور قومی تعصبات نظر نہیں آئے ہیں اسلامی امارت کے تمام بڑے اور چھوٹے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو جوابدہ سمجھتے ہیں، ہمارا نصب العین صرف ایک دینی اور عقیدوی ہے ہم کیمونزم اور نیشنلسٹ کو جہالت سمجھتے ہیں۔ہمیں دشمن کی تبلیغات سے ہوشیار رہنا چاہئے، ہمارے دشمن چاہتے ہیں کہ قومی تعصب کے ذریعے ہمیں تقسیم کر کے اپنے اہداف حاصل کریں۔

آخر میں یہ نوید سناتا ہوں کہ انشاءاللہ اب وہ دن دور نہیں کہ افغانی جہاد کے مقابل میں سویت یونین کی طرح امریکا اور اس کے اتحادی بھی پاش پاش ہو جائیں اور ملک میں ایک بار پھر ایک برحق،صحیح اور اسلامی نظام نافذ ہو جائے۔وماذالک علی اللہ بعزیز

# حقیقت اور افسانوں کی جنگ

قاری حبیب

ایک دانشمند نے کہا ہے کہ ہوشیار آدمی اپنے عمل اور کام پر اعتماد کرتا ہے جبکہ کم عقل اپنی تمناؤں اور خیالات پر۔ معمول کے مطابق جب افغانستان میں موسم سرما میں افغان کٹھ پتلی حکومت اور اتحادی فوجیوں پر طالبان کے حملوں میں کمی آجائے تو امریکہ پروپیگنڈے کے بل بوتے پر شور مچاتا ہے۔

امریکہ اور اتحادی جو گزشتہ دس سالوں سے یہاں پر زمینی حقائق کو مسخ کرنے میں ناکام رہے ہیں اور حقیقت میں ہزیمت سے دوچار ہیں اب اس کوشش میں ہیں کہ جھوٹے پروپیگنڈے کے زور پر اپنی کامیابی کی مثال پیش کر کے اپنی ذلت آمیز شکست پر پردہ ڈال سکیں۔

آپ ذرا غور کریں، ابھی ان کی ہر کوشش خیال اور مثال پر مبنی ہے، صلح کے لئے بھاگ دوڑ، مذاکراتی کمیشن، انتقال اقتدار، منظم افغان آرمی کی تشکیل، وارد کردہ جمہوریت اور مسلط شدہ کٹھ پتلی حکومت، جس کی اپنے عنوان کیساتھ کچھ مطابقت بھی نہیں۔

دوسری جانب امریکہ اور اتحادی جو اپنی کامیابی کے دعوے پر حقائق کی دلیل نہیں رکھتے، بھی جھوٹے پروپیگنڈے پر زور دے رہا ہے اور پھر افسردہ لہجہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ ممکن ہے حقیقت بھی اسی طرح ہو۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر ہفتہ اور ہر مہینے کابل کے جاسوسی ادارے میڈیا کے سامنے چند افراد پیش کرتے ہوئے یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم نے ان افراد کو حملہ کرنے سے پہلے گرفتار کرلیا اور یہ سادہ لوح سمجھتے ہیں کہ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے وہ تقدیر کو بدل سکتے ہیں اور حقیقت کی دنیا میں بھی صورتحال کو تبدیل کر ڈالیں۔

اسی طرح جب امریکی اور افغان حکومت کے ترجمان پریس کانفرنس کرتے ہیں تو پھر وہ زمینی حقائق کو مسخ کر کے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے طالبان کو شکست دی، ہم نے کامیابی حاصل کی، وہ اتنے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں کہ جس طرح ان کا کچھ ہوا ابھی نہیں۔

اس صورتحال میں جب امریکہ اور اتحادی غلط پروپیگنڈوں، جھوٹے دعوؤں اور اپنی کامیابی کی مثالیں پیش کرنے پر دن گزارتے ہیں، مدمقابل طالبان سنجیدگی کیساتھ صرف عملی میدان کی طرف متوجہ ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا کے ممکنات میں نتائج صرف حقائق پر مبنی ہوتے ہیں نہ کہ خیالات اور افسانوں پر۔

اپریل کے وسط میں طالبان نے دارالحکومت کابل، جلال آباد ایئرپورٹ، پکتیا اور لوگر میں مختلف حکومتی مقامات، پارلیمنٹ اور غیرملکی سفارتخانوں اور حساس مقامات پر ایسے کامیاب حملے کیے کہ ان کے لئے بھی حقیقت کو چھپانا ممکن نہیں رہا۔

اس وقت جب کابل کی کٹھ پتلی حکومت جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کرنے کے لئے تیاری کر رہی تھی اور نیٹو اپنی کامیابی کا اعلان کرنے کے تابیانے بجانے کے موڈ میں تھا طالبان نے اہم اور حساس مقامات پر حملے کر کے ان کو چیلنج کیا۔

اتوار کے روز دوپہر بہادر طالبان کے ۳۰ فدائیوں نے کابل، ننگرہار، پکتیا اور لوگر میں حساس مقامات پر تابڑتوڑ حملے کئے، کابل میں ۱۳ فدائیوں نے کارروائی میں حصہ لیا، پکتیا میں کوٹ کے مقام پر افغان آرمی کے ٹریننگ سینٹر اور غازی کیمپ پر حملے کئے، دارالحکومت کابل میں کئی اہم مقامات پر جن میں شہر کے وسط میں واقع سفارتی ریڈ زون، مغرب میں

پارلیمان کی عمارت، نیٹو کے ہیڈکوارٹر، امریکی، برطانوی، جرمن، اور دیگر مغربی ممالک کے سفارتخانوں پر تابڑتوڑ منظم حملے کئے۔

صوبہ پکتیا کے مرکز میں پولیس ہیڈکوارٹر، لوگر میں صوبائی گورنر کے دفتر اور پی آر ٹی کے مرکز اسی طرح جلال آباد میں امریکی فضائی اڈہ نشانے پر رہے۔

ان حملوں ''جو ۲۴ گھنٹے جاری رہے'' نے میڈیا اور عام لوگوں کو متوجہ کیا حملے سب سے حساس مقامات پر ہوئے، اس سے کابل کی کٹھ پتلی حکومت اور نیٹو بالکل غافل تھی۔

جس طرح حملوں کی منظم منصوبہ بندی کی گئی تھی، افغان حکام نے اپنی ناکامی چھپانے کی بھرپور کوشش کی تا کہ میڈیا سے حقیقت چھپی رہے، سیکورٹی فورسز نے حملوں کا نشانہ بننے والے علاقوں کو اپنے گھیرے میں لیا کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی، مگر اس کے باوجود میڈیا نے جو کچھ شائع کیا اس سے بھی حملوں کی شدت معلوم ہوئی۔

ذرائع ابلاغ کے مطابق صدارتی محل اور امریکی و برطانوی سفارتخانوں کو بند کر دیا گیا کرزئی کسی محفوظ مقام پر منتقل ہو گئے اور تمام امور تاامر ثانی ملتوی کر دیئے۔

کابل کے حساس مقامات میں واقع دفاتر میں کام کرنے والے افراد کام چھوڑ کر بھاگ گئے، اسی طرح پارلیمنٹ کے اراکین بھی زیرزمین چھپ گئے، ذرائع ابلاغ کے مطابق لوگر کے گورنر نے بھی خوف سے امریکی اڈے میں پناہ لی۔

طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کاروائی مکمل ہونے کے بعد ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ حملوں میں 200 سے زائد ملکی اور غیر ملکی دشمن اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے، اسی طرح اپنے ۳۰ مجاہدین کی شہادت کی تائید بھی کی۔

ان کامیاب حملوں کے بعد جو پہلا نتیجہ سامنے آیا وہ یہ کہ کرزئی حکومت اور نیٹو نے ایک دوسرے پر تنقید کی۔ اس سے ان کے نقصانات اور پریشانی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حامد کرزئی نے کافی دیر بعد اپنے ردعمل میں کہا کہ ان کو یہ ذلت نیٹو کی وجہ سے اٹھانی پڑی کیونکہ ان کے بقول نیٹو کی انٹیلی جنس بہت کمزور ہے حتیٰ کہ اپنے سفارتخانوں کی حفاظت بھی نہیں کرسکتی، مگر نیٹو کے سربراہ اندر فوگراسموسن نے کرزئی کے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کرزئی کو اس پر راضی ہونا چاہئے کہ ان کی فورسز مخالفین سے لڑتی ہیں، ہوسکتا ہے ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ کرزئی ہر حوالے سے نیٹو کے احسان مند ہیں، ان کی تنخواہ خور ہیں۔

ان حملوں کے بعد ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مبصرین نے خوب تبصرے کئے اور ان کاروائیوں کو اہم قرار دیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کامیاب حملوں نے ثابت کر دیا کہ طالبان نہ صرف یہ کہ کمزور نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط، منظم اور طاقتور ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ طالبان جب چاہیں ہر وقت اور جگہ کرزئی کو دنیا کے سامنے رسوا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح ان حملوں نے افغان حکومت اور نیٹو کی نام نہاد کامیابی کے دعوؤں کا پول بھی کھول دیا اور ثابت کر دیا کہ ان کے دعوے برائے نام اور جھوٹے تھے جن کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔

ان حملوں نے سالوں سے افغان حکومت اور نیٹو کے تمام پروپیگنڈوں کی قلعی کھول دی۔ اس دفعہ افغان قوم اور دنیا نے دیکھا کہ حقیقت میں کس کا موقف صحیح ہے؟ اس کے بعد شاید کوئی بھی نیٹو اور افغان حکومت کے دعوؤں اور پروپیگنڈوں پر کان نہ دھرے اور نہ ہی اعتماد کر سکے، کیونکہ ان تابڑتوڑ حملوں کے دوران ایسے حقائق سامنے آئے کہ کرزئی اور نیٹو کے گزشتہ سالوں کے تمام پروپیگنڈوں اور افسانوں کا صفایا کر دیا۔

اُمتِ مسلمہ کے پاس جو ''اطلاع'' ہے، وہ اطلاع اگر امریکا

# ایک اطلاع

شاہ نواز فاروقی

کے پاس ہوتی تو اس سے اب تک پانچ سو گھنٹے کی ''ٹیلی نیوز'' برآمد ہو چکی ہوتیں، اس کے حوالے سے دو ہزار چھوٹے بڑے مذاکرے نشر ہو چکے ہوتے، ممتاز شخصیات کے ایک ہزار انٹرویوز نشر ہو کر ناظرین کے حافظے کا حصہ بن چکے ہوتے، چھوٹی بڑی دو سو دستاویزی فلمیں تخلیق ہو چکی ہوتیں، ہالی ووڈ میں پانچ چھ بڑے بجٹ کی فلموں پر کام جاری ہوتا۔ لیکن اُمتِ مسلمہ کے پاس اطلاع کیا ہے؟

عزیزانِ گرامی قدر! صرف یہ کہ افغانستان میں امریکا اور اس کے اتحادیوں کو مجاہدین نے شکست دے دی ہے۔

یہ ایک تاریخ ساز اطلاع ہے۔ کبھی امریکا کے پاس ایسی ہی تاریخ ساز اطلاع تھی امریکا کو معلوم ہو گیا تھا کہ مجاہدین نے افغانستان میں سوویت یونین کو شکست دے دی ہے۔ اس ایک اطلاع پر امریکا اور اس کے مغربی اتحادیوں نے خبروں' تبصروں' تجزیوں' انٹرویوز اور دستاویزی فلموں کے کارخانے نہیں ملیں لگالی تھیں۔

ابلاغ کا عمل اسی کا نام ہے مگر امتِ مسلمہ کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کے پاس تاریخ ساز اطلاع ہے لیکن اس سے کچھ اور کیا اخبار کی ایک شہ سرخی بھی تخلیق نہیں ہو پا رہی۔ یہ ہماری اطلاعاتی عسرت اور ابلاغی غربت کی انتہا ہے۔ اس دائرے میں پوری اُمتِ مسلمہ بلاشبہ ''خطِ غربت'' سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں تو ٹھیک طرح سے اپنی خوشی منانی بھی نہیں آتی۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے؟ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ اس کی وجہ وسائل کی قلت ہے۔ لیکن مسئلہ وسائل کی قلت کا نہیں بلکہ ترجیحات کے درست تعین کے فقدان کا ہے۔

مسلم معاشروں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مسجد اور مدرسے کی تعمیر کے لیے آپ کو کروڑوں روپے دے سکتے ہیں، لیکن آپ اُن سے کہیں کہ ہمیں ایک ٹیلی ویژن چینل شروع کرنا ہے، تو اس منصوبے کے لیے وہ آپ کو دس روپے بھی نہیں دیں گے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی دینی کام نہیں ہے۔ اُن کے ایسا سمجھنے کی ایک وجہ ٹیلی ویژن کا عام تصور ہے۔ ٹیلی ویژن کو عام طور پر فسق وفجور پھیلانے کا آلہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ رائے سازی کی جنگ میں ٹیلی ویژن سب سے بڑے ذریعے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ کروڑوں لوگوں کے لیے جو کچھ ٹیلی ویژن اسکرین پر ہے وہی حقیقت ہے، اور جو کچھ ٹیلی ویژن پر نہیں ہے اس کا یا تو وجود ہی نہیں، یا ہے تو اس کی اہمیت نہیں۔

ابلاغ کا عمل اسی کا نام ہے۔ مگر امتِ مسلمہ کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کے پاس تاریخ ساز اطلاع ہے لیکن اس سے کچھ اور کیا اخبار کی ایک شہ سرخی بھی تخلیق نہیں ہو پا رہی۔ یہ ہماری اطلاعاتی عسرت اور ابلاغی غربت کی انتہا ہے۔ اس دائرے میں پوری اُمتِ مسلمہ بلاشبہ ''خطِ غربت'' سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔

ٹیلی ویژن کی یہ اہمیت افسوس ناک ہے، مگر امرِ واقع یہی ہے۔ رائے سازی کے سلسلے میں ٹیلی ویژن کی اہمیت کی ایک اچھی مثال ''الجزیرہ'' ہے۔ مشرقِ وسطیٰ بادشاہوں اور آمروں کی سرزمین ہے۔ وہاں سیاسی رائے تخلیق کرنا اور عرب عوام کو بیدار و متحرک کرنا آسان نہیں تھا۔ لیکن الجزیرہ نے یہ کام کر دکھایا۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ الجزیرہ نے یہ کام کس طرح کیا؟ مقبوضہ عرب علاقوں میں اسرائیلی جارحیت کی ''تفصیلات'' دکھا کر۔ مگر یہاں تفصیلات کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا مفہوم یہ ہے کہ الجزیرہ نے صرف

اسرائیل کی بمباری، گولہ باری اور حملے ہی رپورٹ نہیں کیے، بلکہ اس نے ان حملوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی انسانی صورت حال کو بھی رپورٹ کیا۔

مثلاً یہ کہ جس گھرانے کے لوگ شہید ہوئے اس گھرانے پر کیا گزری؟ وہاں کس طرح گریہ وزاری کی گئی؟ اس گھر کی معاش کا کیا ہوا؟ بچوں کی تعلیم کا کیا بنا؟ یہ تفصیلات ہمیشہ سے موجود تھیں مگر کبھی رپورٹ نہیں ہوتی تھیں۔ الجزیرہ نے انہیں رپورٹ کر کے اسرائیل ہی نہیں امریکا کے خلاف بھی عرب دنیا میں زبردست ردعمل پیدا کیا۔

ہم اطلاعاتی عسرت اور ابلاغی غربت کے مارے ہوئے نہ ہوتے تو امریکا کی شکست کا کامل ابلاغ امتِ مسلمہ کی نفسیات کو کچھ سے کچھ بنا سکتا تھا۔ امتِ مسلمہ مغرب کے حوالے سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہے، اسے لگتا ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں، جو کچھ ہے مغرب کے پاس ہے۔ لیکن جو امت 20 سال میں دو سپر پاورز کو شکست سے دوچار کردے وہ معمولی امت تو نہیں ہوسکتی۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں امریکا اور مجاہدین کا معرکہ برپا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے، افغانستان میں ایک جانب ایمان اور ٹیکنالوجی کا معرکہ برپا ہے اور دوسری جانب شوقِ شہادت اور عسکری طاقت کی پنجہ آزمائی ہورہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ان معرکوں میں ایمان کو ٹیکنالوجی پر اور شوقِ شہادت کو عسکری طاقت پر فتح حاصل ہوگئی ہے۔ مگر یہ اطلاع امتِ مسلمہ تک کیسے پہنچے؟

☆......☆......☆

## جہاد میں مجاہدین کا درجہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ »مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ ، يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا ، وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ، إِلاَّ الشَّهِيدَ ، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى ۔

ترجمہ:

عبداللہ بن محمد، معاویہ بن عمرو، ابواسحاق، حمید، حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس بندہ کے لئے اللہ کے پاس کچھ بھلائی ہے وہ مرجانے کے بعد یہ نہیں چاہتا کہ دنیا کی طرف لوٹ آئے چاہے اسے دنیا کی ہر چیز دے دی جائے۔ مگر شہید بوجہ اس کے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھتا ہے لہٰذا وہ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ دنیا کی طرف لوٹ کر آئے اور دوبارہ پھر قتل کیا جائے۔

# افغانستان میں سفید ہاتھی کی موت

سلمان جاوید

ترجمہ و تلخیص

ابو سعد

افغانوں یا افغانستان کا تذکرہ فوراً ہمیں بڑی جنگوں اور اِن جنگوں میں اُن عظیم طاقتوں کی ہزیمت کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے اِس سرزمین کے لوگوں کو غلام بنانے کی کوشش کی تھی۔ ہمیں شاید ان جنگوں کا تجربہ نہ ہوا ہو، یا ہم نے خود اِن میں سے کچھ کا براہِ راست مشاہدہ نہ کیا ہو، لیکن افغانستان کی داستان اتنی شاندار ہے کہ سیکنڈوں میں اُن جنگوں کے ہر لمحے کو با آسانی اپنے ذہنوں میں لایا جاسکتا ہے۔

7، اکتوبر 2001ء کو امریکا اور اس کے اتحادیوں نے طالبان کی حکومت اور القاعدہ کو ختم کرنے کے لیے افغانستان پر جارحیت کی۔ اُس وقت سے وہ ملک جو 198ء کی دہائی میں روسی ریچھ کے لیے پھانسی کا پھندہ بنا تھا، اب عظیم سفید ہاتھی یعنی امریکا کے لئے مقتل بن چکا ہے۔

امریکا کی افغان مہم جوئی کی قیمت اور مشکلات میں گزشتہ چند برسوں کے دوران کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ نتیجتاً وہ وسائل جو ان قوتوں نے جنگوں کے لیے جمع کیے تھے آہستہ آہستہ ختم ہورہے ہیں۔

امریکا اور اس کے اتحادیوں نے کبھی اتنے لمبے منصوبے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ ان کے ذہن میں کاؤبوائے طرز کا ''وِھیم بیم تھینک یومیم'' والا معاملہ تھا جس کی تکمیل پر انہیں اپنے دوستوں کو ''ترقیاتی'' معاہدوں اور دیگر منصوبوں کے ذریعے نوازنا تھا۔ اسے رائے عامہ کو ان کے حق میں کرنے اور مختصر لیکن تباہ کن جنگ میں ''کامیابی'' کے ان دعوؤں کو اخلاقی جواز بھی عطا کرنا تھا جو پبلک ریلیشنز کا ماسٹر کلاس ہوتا۔ لیکن جس چیز کی انہوں نے منصوبہ بندی نہیں کی تھی وہ تھی 10 برس تک افغانستان کی دلدل میں پھنس جانا۔

افغانستان پر قبضہ اور اس کے اثرات ٹیومر کی طرح بڑھ چکے ہیں اور اب اس سطح تک پہنچ چکے ہیں جہاں یہ امریکی ''سلطنت'' کو ہر طریقے سے نگلنے والے ہیں۔ سماجی اور جغرافیائی سیاسی عوامل آنے والی خانہ جنگی اور آخرکار (امریکی دستور کے پروویژن کے مطابق) امریکا کے اندر بہت ساری ریاستوں کی آزادی اور معاشی تباہی جو امریکی تقسیم کے لیے عمل انگیز ثابت ہوگی......

یہ سب امریکی مستقبل کے خدوخال ہیں۔ 'وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو' جیسی تحریکیں چند مثالیں ہیں جو دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اور یہ ایسی معیشت اور معاشرے کی نشانیاں ہیں جو ناقابلِ مرمت حد تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوچکا ہے۔

'دی ایج'' آسٹریلیا میں ''بدصورت پرندہ افغانستان میں آخری لائف لائن'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ صورت حال اتنی خطرناک ہوچکی ہے کہ نیٹو افواج کے لیے پیدل یا سڑک پر حرکت کرنا اب ممکن نہیں رہا۔ اوران کو کم فاصلے پر جانے اور رسد کی فراہمی کے لیے بھی ہیلی کاپٹر کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ان کو کم فاصلے پر موجود چیک پوسٹوں تک رسد کی فراہمی جیسے چھوٹے کام کے لیے بھی نقل وحمل کے زیادہ خرچ والے ذرائع استعمال کرنے پر مجبور کردیا گیا ہے۔

میدانِ جنگ میں صورت حال بدتر ہوتی جارہی ہے۔ کئی محاذوں پر بہت سارے گاؤں اور سویلین علاقوں سے امریکی فوجوں کو نکلنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔قرآن پاک جلانے کا سانحہ اور 3 نومبر کا قتل عام امریکی مایوسی اور ذہنی تباہی کے مظاہر ہیں۔ 3 نومبر کو امریکی فوجیوں نے 16 افغان شہریوں کو بہیمانہ طریقے سے قتل کیا جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی' ان کے جسموں کو جمع کیا گیا اور آگ لگادی گئی۔

دوسری جانب پاکستان کے اندر ڈرون حملوں میں عام لوگوں کی ہلاکتیں اور سلالہ میں پاکستانی فوجیوں پر حملے جیسے واقعات اخلاقی دیوالیہ پن کے شکار امریکی اور ناٹو فوجوں کی ہائی کمانڈ کی عدم استعداد' مایوسی اور نااہلی کے عکاس ہیں۔

یہ سب کچھ کیوں ہورہا ہے؟ رابرٹ فسک نے برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں اس کی وضاحت کچھ یوں کی ہے:

''اب یہ ایک غیر معمولی استدعا تھی جو افغانستان میں امریکی کمانڈر کی جانب سے کی گئی۔ اعلیٰ جرنیل کو اپنی بہت منظم' ممتاز اور پیشہ ور فوج کو بتانا پڑا کہ وہ افغانوں سے 'انتقام' نہ لیں جن کی مدد، تحفظ، نگہداشت اور تربیت وغیرہ کرنے وہ یہاں آئے تھے۔ ان کو اپنے سپاہیوں کو بتانا پڑا کہ وہ قتل نہ کریں۔ میں ان جرنیلوں کو جانتا ہوں جنہوں نے اسی طرح کی باتیں ویتنام میں کی تھیں۔ لیکن افغانستان؟ کیا ایسی [ویت نام والی] صورت حال آچکی ہے! مجھے خدشہ ہے کہ یہ وقت آچکا ہے۔ میں ان جرنیلوں کو ناپسند کرتا ہوں [لیکن] میں ان میں سے کئی سے ملا ہوں اور زیادہ تر کو بہت اچھی طرح پتا ہے کہ کیا ہورہا ہے۔''

## جنگ کی معاشی قیمت

وقتاً فوقتاً منظر عام پر آنے والی رپورٹوں، رپورٹر کے ذاتی تجربات اور افغان جنگ کی لاگت دکھانے والے مالیاتی اعداد و شمار دراصل اشارات ہیں جو آنے والے دنوں کے رجحانات کی مکمل وضاحت کرتے ہیں۔

''دی ایج'' آسٹریلیا میں 'بدصورت پرندہ افغانستان میں آخری لائف لائن'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ صورت حال اتنی خطرناک ہوچکی ہے کہ نیٹو افواج کے لیے پیدل یا سڑک پر حرکت کرنا اب ممکن نہیں رہا۔ اور ان کو کم فاصلے پر جانے اور رسد کی فراہمی کے لیے بھی ہیلی کاپٹر کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ان کو کم فاصلے پر موجود چیک پوسٹوں تک رسد کی فراہمی جیسے چھوٹے کام کے لیے بھی نقل و حمل کے زیادہ خرچ والے ذرائع استعمال کرنے پر مجبور کردیا گیا ہے۔

> یہ صورت حال بتاتی ہے کہ سفید ہاتھی بہت جلد اپنے گھٹنوں کے بل گرنے والا ہے۔ لیکن یہ کئی اور ممالک کو بھی اپنے ساتھ گرائے گا۔ اب آپ عظیم سلطنتوں کا سورج غروب کرنے میں مہارت رکھنے والے افغانوں کے ساتھ کاؤبوائے دنگل لڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر لازمی نتیجہ یہی برآمد ہوگا۔

افغانستان میں آسٹریلیا کے واحد ہیلی کاپٹر یونٹ ''روٹری ونگ گروپ'' کے دو چینوک ہیلی کاپٹروں کا کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل اسکاٹ نکولس کہتا ہے کہ ''[کیونکہ] آئی ای ڈی (دھماکا خیز مواد) کی وجہ سے سڑکیں محدود ہیں اس لیے نقل و حمل کا بنیادی ذریعہ ہیلی کاپٹر ہیں۔''

دستیاب ڈیٹا کی مدد سے ہم اِس سے دلچسپ نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔ فوجیوں کے لیے لائف لائن (زندگی بخش) کی حیثیت رکھنے والے یہ ہیلی کاپٹر امریکا اور اس کے اتحادیوں کو بڑی معاشی تباہی سے دوچار کررہے ہیں۔ یہ مشینری جو اتحادی افواج استعمال کررہی ہیں ان کی صرف

آپریٹنگ لاگت اتنی ہے کہ وہ ٹیکسوں تلے دبے مگر بے وقوف امریکی عوام کو مزید دیوالیہ بنانے اور ریاست ہائے متحدہ سے آزادی پر اُبھارنے کا لازمی سبب بنے گی۔ یہاں ان کی فی گھنٹہ آپریٹنگ لاگت امریکی ڈالرز میں دی جارہی ہے۔ لائٹ ہیلی کاپٹر کے ماڈل بیل یو ایچ۔ آئی ایچ کا دورانِ پرواز ایک گھنٹے کا خرچہ 835 ڈالر، ہوئے II کا خرچہ 535 ڈالر، ایس 76 کی لاگت 1178 ڈالر، اور ای سی 155 ڈولفن کا خرچہ 1157 ڈالر ہے۔ میڈیم لفٹ ہیلی کاپٹر کے ماڈل یو ایچ 60 بلیک ہاک کا خرچہ 2199 ڈالر، ایم آئی 17 کا 2850 ڈالر، اے ایس 322 سپر پوما کا 1883 ڈالر، اور سی ایچ 47 ڈی (چینوک) کا خرچہ 2403 ڈالر ہے۔ ہیوی لفٹ ہیلی کاپٹر کے ماڈل دی سیکورسکی سی ایچ۔ 53 ای سپر اسٹالین کا خرچہ 20000 ڈالر ہے، جبکہ اٹیک ہیلی کاپٹر کا ماڈل اے ایچ 65 اپاچی ایک گھنٹے میں امریکی ٹیکس دہندگان کے 3851 ڈالر اور اے ایچ 1 ایس 1569 سے 1757 ڈالر ہوا میں پھونک دیتے ہیں، اور اس کے بدلے رسوائی اور ذلت ان مجاہدین کے ہاتھوں جن کے پاس ٹیکنالوجی اور پیسہ تو نہیں لیکن جذبۂ ایمانی اتنا کہ اس کو گننا یا تولنا ممکن نہیں ہے۔

ان اعداد و شمار میں مرمت اور مینٹی نینس کے اخراجات اور دیگر ہارڈ ویئر کا خرچ شامل نہیں ہے جن کا باقاعدگی کے ساتھ تبدیل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ ''گھونسلا'' جہاں یہ ہیلی کاپٹر ''ستانے'' آتے ہیں، کا خرچہ بھی اس کے علاوہ ہے۔

''ٹاسک فورس ایگل لفٹ'' بگرام کے ہوائی اڈے میں بڑی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ رجمنٹ 52 ہیلی کاپٹروں کا ذمہ دار ہے جن میں اپاچی، کیوا، چینوک اور بلیک ہاک شامل ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر ایک بڑے علاقے میں رسد کی فراہمی، جنگی مہمات میں مدد اور سپاہیوں کی منتقلی کا کام انجام دیتے ہیں۔

صرف مشرقی افغانستان میں اس مقصد کے لیے 18 ہزار مربع میل کا احاطہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم دستیاب ڈیٹا اور صرف بگرام کے ہوائی اڈے پر عملیاتی روٹز کی تعداد کی بنیاد پر اوسط نکالیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ افغانستان کی دلدل کس طرح سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کی مشترکہ عسکری قوت کو تباہی سے دوچار کر رہی ہے۔

مثال کے طور پر روزمرہ رسد کی فراہمی اور درج بالا ڈیٹا کا تجزیہ بتاتا ہے کہ اس علاقے میں ہر ہیلی کاپٹر کے فی گھنٹہ چارجز 3500 امریکی ڈالر بنتے ہیں۔ اگر ہم ہنگامی صورت حال سے ہٹ کر صرف نارمل آٹھ گھنٹے کے کام کے لیے اس رقم کو گھنٹوں اور ہیلی کاپٹروں کی تعداد سے ضرب دیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف افغانستان میں اپنی بقا کے لیے امریکا کو اوسطاً 1.4 ملین ڈالر فی دن کے حساب سے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔

امریکی ٹیکس دہندگان اس خرچ کا 75 فیصد برداشت کرتے ہیں، اور ہمیں یہاں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس کام کے لیے ہیلی کاپٹر جو ایندھن استعمال کرتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس میں مرمت اور مینٹی نینس کے اخراجات اور جنگی مہمات کی لاگت بھی شامل نہیں ہیں۔

یہ صورت حال بتاتی ہے کہ سفید ہاتھی بہت جلد اپنے گھٹنوں کے بل گرنے والا ہے۔ لیکن یہ کئی اور ممالک کو بھی اپنے ساتھ گرائے گا۔ جب آپ عظیم سلطنتوں کا سورج غروب کرنے میں مہارت رکھنے والے افغانوں کے ساتھ کاؤ بوائے دنگل لڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر لازمی نتیجہ یہی برآمد ہوگا۔

●●

3XAAC

58951

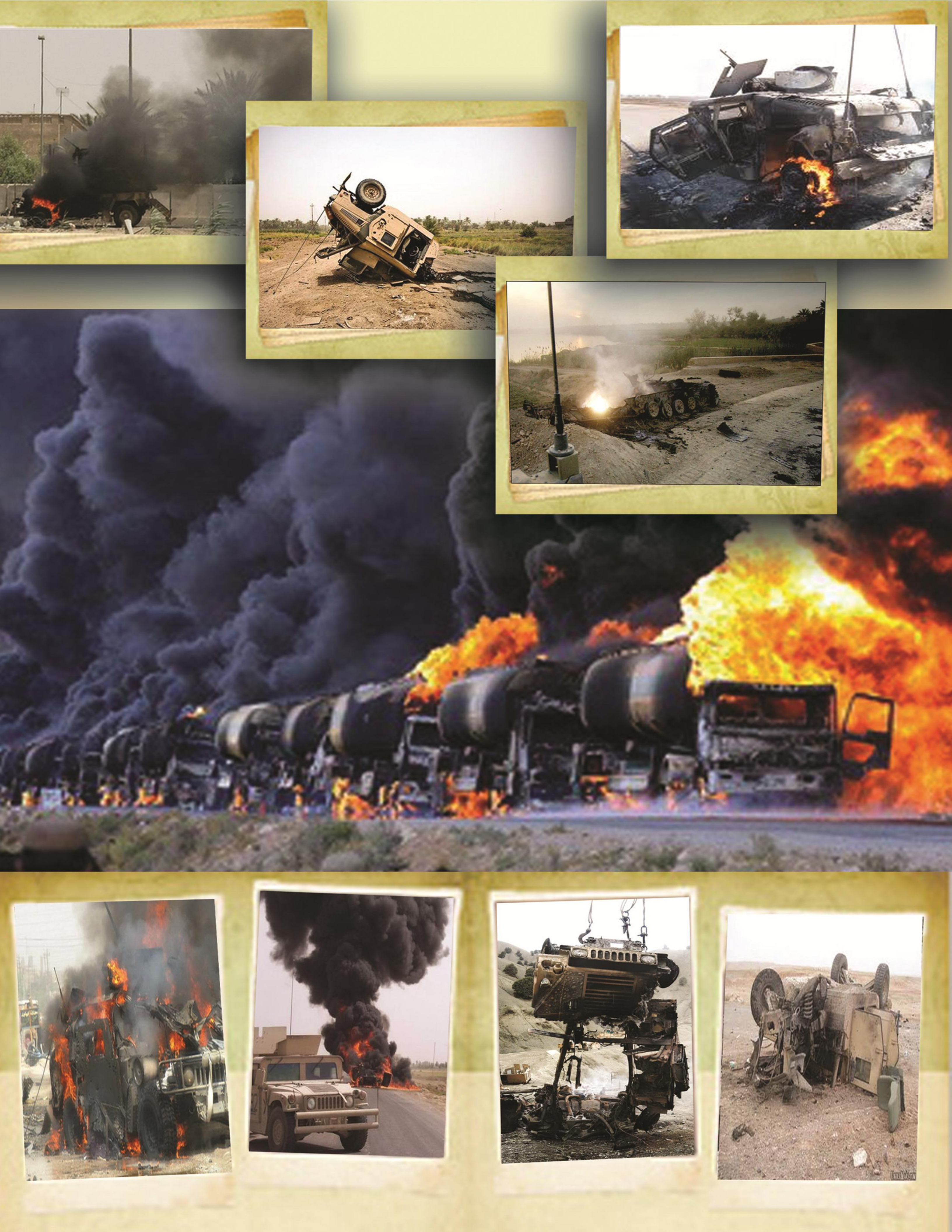

# نگاہ بلند سخن دلنواز جان پرسوز

# ملا محمد عمر مجاہد

پائندہ خیل

وہ ایک ایسے سربراہِ مملکت تھے جنہوں نے میکاولی اور چانکیائی مکاریاں نہیں سیکھی تھیں کہ ان کے لیے نمونہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ تھی جن کا بطور قائدِ تحریک اسلامی اور حکمران کے ہر فعل ایک اصول اور ضابطے کے مطابق تھا۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار تھے جب اِمارات اسلامیہ افغانستان کے سربراہ بنے تو انہوں نے حکمرانی کی‘ سیاست کی، سفارت کی لیکن منافقت نہیں کی۔ اور یہی آخری وہ چیز ہے جس کو چانکیوں اور میکالیوں کی اولادیں اصل سیاست مانتی ہیں۔

انہوں نے ملا محمد عمر کو سیدھا سادہ انسان اور فنِ حکمرانی سے ناواقف ٹھیرایا۔ اور وہ ''دانشور'' جو خود بے خبر تھے امیر المؤمنین کو فن حکمرانی سے نابلد قرار دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے لگے۔

پھر نائن الیون آیا۔ ''جس کی لاٹھی اُس کی بھینس'' کو قانون بنانے والے اپنی لونڈی اقوام متحدہ سے جارحیت کا سند جواز لے کر افغانستان پر چڑھ دوڑنے کی تیاری کر چکا تھا۔ بہانا بھی تو بنانا تھا اس لیے اعلان کیا اُس بڑے دہشت گرد کو ہمارے حوالے کر دیا جائے ورنہ ان کا ساتھی سمجھ کر حملہ کر دیا جائے گا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عالمی برادری اور دنیا بھر کا میڈیا اس حملہ کا جواز مانگتا اس نے امریکی صلیبیوں کا ساتھ دیا۔ بہت اچھی طرح یاد ہے کہ صرف ایک عشرے کی بات ہے قلم کی سیاہی کو حق کی روشنی کے بجائے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں بدل کر غیر مسلم تو غیر مسلم خود مسلمان صحافی اور دانشور ''کم فہم'' کو سمجھانے لگے کہ مصلحت کا تقاضا ہے صلیبیوں کا دشمن ان کے حوالے کر دو۔ بڑا ظلم ہوا ہے۔ دہشت گرد کو حوالے کر کے ''کرسی اقتدار'' کو بچاؤ۔ اور اس مظلوم کے ڈر سے کتنوں نے ایسا کر دیا۔ بلکہ پوری دنیا اس کے سائیڈ پر کھڑی نظر آئی کہ ''مصلحت'' کا تقاضا تھا۔

دانشوروں کو یاد دلایا گیا کہ الزام ہے۔ الزام سے کوئی مجرم نہیں بنتا۔ ثبوت دو! مجرم ثابت کرو تو حوالہ کر دیا جائے گا۔ بات سادہ سی تھی لیکن چانکیہ کو تلیہ اور میکاولیٔ کی کتابوں میں نہیں تھی۔ یہ کتابیں ان کی ہیں‘ وہ پڑھیں‘ عمل کریں تو سمجھ بھی میں آتا ہے۔ لیکن مسلمان دانشور جن کے لیے آخری کتاب کی صورت میں ''دستور انسانیت'' اُتاری گئی اس کے مفہوم سے ناواقف تھے۔ جس میں سیاست مکاری نہیں بلکہ عبادت ہے‘ جس میں حکمرانی کرسی کا سوال نہیں بلکہ ذمہ داری ہے اور ٹیکنالوجی کے مقابلے میں جرأت ایمانی اصل چیز ہے۔ یہ کتاب ایسے لوگوں پر اتاری گئی تھی جو اگر فضائے بدر پیدا کرے تو فرشتے اُن کی نصرت کو اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی!

> یہ امریکا کی ہی شکست نہیں یہ دو طرز فکر اور دو مختلف طرز عمل کے درمیان جنگ کا نتیجہ ہے جس میں جیت سچ‘ حق اور اصول کی ہوئی ہے۔ لاٹھی کے زور پر بھینس پر دعویٰ جتانے والے لاٹھی سمیت پٹ گئے۔ کیوں کہ حق کا عصا ظلم کی لاٹھیوں کو توڑ تا رہا ہے۔ یہی حق کی تاریخ ہے۔ آج پھر اسی تاریخ نے خود کو دوہرایا۔

امریکا بغیر کسی ثبوت کے افغانستان پر چڑھ دوڑا کہ پہلے سے طے تھا اور دل کی بات زبان پر آئی۔ صلیبی جنگ قرار دیا گیا پھر کہا زبان پھسل گئی۔ حسب روایت مسلم دنیا کے دانشور اور مقامی ایجنٹ بھی سامنے آ گئے‘ موصوف کہنا کچھ اور چاہتے تھے یہ تو دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے۔ پھر اپنے تمام تر ٹیکنالوجی کے ساتھ جب صلیبی امریکا کی قیادت میں حملہ آور ہوئے تو حکمت عملی کے تحت ان کو اُترنے دیا گیا تا کہ سرزمین افغانستان پر اُتار کر یہاں کی دھول چٹا دی جائے۔ لیکن

دانشوری چمکانے اور صحافت کی دکان لگانے والے کہنے لگے کہ ہم نہ کہتے تھے امریکا کی ٹیکنالوجی کے سامنے تمہاری اوقات کیا تھی۔ کم فہمی اور نا سمجھی نے کابل سے محروم کردیا۔ امریکا کو چیلنج کرنے والے اسکوٹر پر کابل سے بھاگ گئے۔

پروپیگنڈے کے محاذ پر امریکا کو جتایا گیا کہ دنیا بھر کے میڈیا کا 98 فیصد براہ راست 7 یہودیوں کی ملکیت ہے' باقی یا تو متاثر ہے یا پھر کرایہ پر۔ لیکن میدان عمل ابھی باقی تھا۔ ابھی دنیا پر یہ ثابت ہونا باقی تھا کہ جیت کس کا مقدر ہے! تمام تر ٹیکنالوجیکل عدم توازن کے باوجود امیر المؤمنین کی قیادت میں افغانستان کی حقیقی حکومت امارت اسلامیہ افغانستان نے امریکا سمیت دنیا بھر سے آئے پیشہ ور فوجیوں کو افغانستان کی دھول چٹا دی' ان کو ان کی حربی تربیت بھلادی اور ان کی نانی یاد دلادی۔ خود امریکا میں افغانستان سے واپس جانے والے خوش نصیب فوجی نفسیاتی ماہرین کے زیر اعلاج ہیں اور زندگی بھر شاید مریض بن کر رہے۔ ہزاروں ''سپر پاورز کے قبرستان'' میں ہی مدفون ہیں۔ کچھ کی لاشیں راتوں رات لے جائے گی کہ دیکھی نہ جائے۔ حالت ایسی ہوئی کہ دنیا کی ''عظیم'' فوج کا سپہ سالار اپنی کانگریس کے سوالات سے بے ہوش ہوکر گر پڑا اور بولا صبح ناشتے میں کافی پانی نہیں پیا تھا۔ شکست کا اعتراف اس صورت میں کیا کہ جن کو ایک عشرے پہلے دہشت گردوں کے ساتھی قرار دے کر ''بھگایا'' گیا ان سے مذاکرات کی بھیک مانگی گئی۔ موقف کل بھی اصولی تھا' موقف آج بھی اصولی ہے کہ بے اصولی کتاب نے سکھائی ہے نہ اُس کے لانے والے نے۔

یہ امریکا کی ہی شکست نہیں یہ دو طرز فکر اور دو مختلف طرز عمل کے درمیان جنگ کا نتیجہ ہے جس میں جیت سچ' حق اور اصول کی ہوئی ہے۔ لاٹھی کے زور پر بھینس پر دعویٰ جتانے والے لاٹھی سمیت پٹ گئے۔ کیوں کہ حق کا عصا ظلم کی لاٹھیوں کو توڑتا رہا ہے۔ یہی حق کی تاریخ ہے۔ آج پھر اسی تاریخ نے خود کو دوہرایا۔ اس وقت عصا ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ میں ہیں' جو سیدھے سادے ہیں' جو منافقت سے کوسوں سے دور ہیں۔ جو اصول کو سیاست مانتے ہیں۔ جو سیدھے ہیں' سادے ہیں لیکن سب سے بڑھ کر فن حکمرانی جانتے ہیں۔ یہی وہ عزم ہے جس کا اظہار انہوں نے کچھ عرصے پہلے اپنے ایک پیغام میں کیا۔ یہ عزم ایک ایسے نظام تشکیل دینے کا ہے جس میں فیصلے دینی تعلیمات کے مطابق ہوں گے' جہاں پیش نظر ترقی ہوگی' خوشحالی ہوگی' امن وامان ہوگا۔ جہاں تعلیم ہوگی جہاں انصاف ہوگا۔ جہاں کوئی وار لارڈ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرسکے گا۔ جہاں حکمران خادم ہوگا۔ جہاں ہمسائیوں سے اچھے تعلقات ہوں گے۔ الغرض یہ پوری دنیا کے لیے نمونہ ہوگا۔ اور نمونہ امیر المؤمنین کی بصیرت ولیاقت کے سبب ممکن ہوسکا ہے۔ اب تشکیل وترتیب کا وقت ان اشاللہ قریب ہے۔

علامہ اقبالؒ کے شکوہ وجواب شکوہ میں شیطان کفار کو افغانیوں کی غیرت دین کا یہ علاج بتاتے ہیں کہ:

افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
مُلا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

امریکی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس غیرت دین کا علاج نہ کرسکے۔ مُلا کو افغانستان سے باہر دیکھنے کی خواہش رکھنے والوں کو اب جان لینا چاہیے کہ ملا افغانیوں کے دل میں ہیں۔ کفار مُلا کو افغانستان کے کوہ ودمن سے نکال سکیں اور نہ ہی ان کے دلوں سے۔

●●●●

# کابل میں قیامت صغریٰ

محمد فرہاد جانباز

عبداللہ غازی میرے ایک دوست ہیں۔ وہ ایک صاحبِ درد مسلمان ہیں۔ اکثر وبیشتر ہماری محفلِ سخن جمتی رہتی ہے۔ آج جب مجلس گفت وشنید سجی، تو انہوں نے ہاتھ میں پکڑے کپ سے چائے کی آخری چسکی لی اور گلا کھنکار کر کہنے لگے:

'' آپ طالبان کی 15 اپریل کی کاروائی کو کیا نام دیں گے ------کامیاب یا ناکام------؟ جب کہ تمام کارگزار اس معرکہ میں کام آچکے ہیں اور ان کی اس حیرت انگیز پوزیشن کو کس تناظر میں دیکھتے ہیں''؟ میں نے ایک نظر اخبار میں دیئے گئے طالبان کے حملہ زدہ علاقوں کے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا:'' یہ کاروائی کسی بھی طرح ناکام نہیں ہے۔ اس میں کامیابی ہے، کامرانی ہے۔ اور فتح مبین کی طرف ایک واضح پیش قدمی ہے۔ یہاں یہ جان لینا خالی از فائدہ نہیں کہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے پُرخلوص کردار کی ادائیگی کرنے والا مجاہد کسی بھی حال میں ناکام نہیں ہے۔ فتح حاصل کرلے تو غازی بن جاتا ہے اور شہادت کا رتبہ پالے تو عالی ہوجاتا ہے۔ اس لحاظ سے 'کامیابی' ہی ایک ایسا لفظ ہے، جو اس کارروائی کا نام قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کو ہم کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟ اس بارے یہ بتلائے دیتے ہیں کہ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھیں تو یہ بات سُجھائی دیتی ہے، اب افغانستان میں امریکا بہادر کی دِگرگوں حالت اس چراغِ سحری سے یکسر مختلف نہیں ہے، جو صبحِ درخشاں کی نمود اری پر پہلے ہی ٹمٹماتا ہوا فنا کے سفر میں ہوتا ہے۔

چناں چہ آپ ملاحظہ فرمائیں! 15 اپریل کی اس کاروائی میں کئی کلومیٹر کے اندر 6 مقامات پر 20 سے 24 گھنٹے تک بلاوقفہ جنگ جاری رہی۔ اس میں دارالحکومت کابل میں واقع صدارتی محل (آر گ) ارکانِ حکومت کی کالونی اور بہت سے اہم مقامات کو انہوں نے اپنی زد میں لیے رکھا۔ جن میں ایساف ہیڈکوارٹر، برطانوی، جرمنی اور جاپانی سفارت خانہ جات، یو ایس ملٹری بیس اور ایوان ہائے پارلیمنٹ شامل ہیں۔

اسی طرح سرینا اور سٹار ہوٹل بھی فدائی مجاہدین کا اہم ہدف رہے ہیں جن چار صوبوں میں یہ روح افزا کارنامہ انجام دیا گیا ہے، آپ ان میں سے ننگر ہار کی صورت حال دیکھیں! اس میں صوبائی سطح پر افغان فوج (ملی اردو) کے سب سے بڑے ادارے 'قول اردو' کے قریب PRT کی بلڈنگ، ننگر ہار ایئر بیس اور امریکی فوجی اڈوں میں فدائی مجاہدین نے گھس کر ایسا خطرناک حملہ کیا، جس سے ایئرپورٹ میں ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ کئی جہاز جل کر ناکارہ ہونے کی وجہ سے کباڑ مارکیٹ کا سامان بن چکے ہیں وہاں موجود مسلمانوں کا چوری کردہ تیل کا ایک بڑا ذخیرہ بھڑکتی آگ کا ایندھن بن کر استعمال ہوچکا ہے۔ اس صوبے میں دیگر مقات کے 35 فوجیوں سمیت ایئرپورٹ پر موجود 27 افغانی اور نیٹو اہل کار انہونی موت کے تاریک کنویں میں جاگرے۔

اسی طرح آپ مختصراً صوبہ لوگر کی صورتِ حال جان لیں! یہاں صوبے کے مرکز ''پل علم'' میں مجاہدین نے ایک زیرِ تعمیر بلند وبالا عمارت کو مورچہ بنا کر ہلکے اور بھاری اسلحے سے گورنر ہاؤس اور امریکی کیمپوں پر کامیاب اندھا دھند فائرنگ کی۔ یہاں بھی تقریباً 20 گھنٹے تک جانبین سے فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا۔

اب آپ صوبہ پکتیا کی طرف دیکھیں! یہاں بھی PRT کی عمارت، قول اردو، امریکی اور نیٹو کیمپس میں فدائیوں کی ایک جماعت داخل ہوگئی، جس کے نتیجے میں 6 گھنٹے تک آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی۔ اور

مجاہدین نے دشمنوں کی قابلِ ذکر تعداد کو موت کے منہ میں دے کر مَلَکُ الموت کا کام آسان کر دیا۔

مطلب یہ کہ یہ طالبان کی اُبھرتی قوت کی جانب سے ایسا جنگی اشارہ تھا، جس نے افغان عوام، افغان ثقافت اور افغان دھرتی کے دشمنوں کے ہوش گم کر دیئے تھے۔ انہیں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ قریب تھا مجاہدین اپنی ان گوریلا کاروائی کے ذریعے پارلیمنٹ اور دوسرے اہم مقامات پر قبضہ کر لیتے اور یوں مہینوں کا کھیل دنوں، بلکہ گھنٹوں میں پورا ہو جاتا۔ لیکن زہے قسمت! مجاہدین کی جلد شہادت سے معاملہ کچھ اور مؤخر ہو گیا ہے۔ اگر امریکا اپنے اُڑن کھٹولے اور کرگس فضا میں نہ لائے تو کیا مجال ہے وہ میرے لہولہو وطن میں ایک ساعت بھی ٹھہر جائے۔

دوسری بات یہ کہ یہ تو کابل و ننگرہار وغیرہ کی مٹی سے شعلے بلند ہوئے ہیں۔ اب تو قندھار اور ہلمند کی خاک میں پوشیدہ چنگاریاں بھی بھڑک کر شعلہ جوالا بنیں گی اور ایک ایک دین دشمن اس آگ میں جل کر خاکستر ہو جائیگا۔

یہاں آپ کو یہ بھی بتا تا چلوں یہ کاروائی دشمن کی ہلاکت کی تعداد کے اعتبار سے اتنی اہم نہیں ہے، بلکہ اس کی اہمیت اس وجہ سے بڑھ رہی ہے کہ یہ اپنی طرز کی ایسی پہلی کارروائی ہے، جس سے کرزئی حکومت اور نیٹو انتظامیہ کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں۔ ان کا کھوکھلا پن بہت اچھی طرح نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ یہ وہ مائل بہ سقوط دیوار ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے 'اب گری کہ تب گری'۔ اور طالبان کی یہ کاروائی اسی گرتی دیوار کو دھکا دینے کے لیے تھی۔

''بھائی فرہاد! آپ کو اتنا ایمونیشن کہاں سے دستیاب ہوتا ہی، جس سے آپ اتنی بڑی بڑی کارروائیاں گھنٹوں سرانجام دے لیتے ہیں''؟ عبداللہ نے سوال داغا۔ میرے دوست کا یہ سوال دلچسپ اور اہم تھا۔ میں نے کہا: ''پہلی بات تو یہ واضح کر دوں کہ اللہ نے اپنے جن غازی اور پراسرار بندوں کو ذوقِ خدائی بخش رکھا ہے، ان کو کبھی نہتا اور تہی دست نہیں چھوڑتا۔ وہ مومن کو اس کا زیور فراہم کرنے کے مختلف ذریعے اختیار کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کے دینے کے ہزاروں ہاتھ ہیں۔ دور نہیں جاتا، اسی جنگِ اپریل میں پیش آنے والے واقعے کی مثال دیتا ہوں۔ جب مجاہدین چاروں صوبوں میں امریکی قبضے اور کرزئی حکومت کی سکیورٹی کے پرخچے اُڑا رہے تھے، عین اسی وقت ''بادغیس'' کے ضلع ''قادس'' میں افغان فوج کے دو بڑے کمانڈر عبیداللہ اور فضلِ محمد اپنے **50** ساتھیوں سمیت مجاہدین کی صف میں صف آراء ہو گئے۔ یہ دونوں اپنے انڈر کنٹرول زون میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ کئی پولیس چوکیاں اور کیمپس ان کی ماتحتی میں تھے۔ چناں چہ جب یہ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوئے تو اپنے ساتھ بڑی مقدار میں بھاری اسلحہ بھی لیتے آئے۔ اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں اسلحے کی کافی مقدار ہمیں اپنے وسائل سے حاصل ہونے کے علاوہ معتدبہ مقدار اپنے ان بھائیوں کے ذریعے وصول ہو جاتی ہے۔ جو طالبان کے دل و جان سے حمایت کنندہ ہیں۔ اسی طرح ہمارا بہت سا کام فوج کی صفوں میں موجود صاحبِ درد مسلمان بھائی انجام دیتے رہتے ہیں، جو نیٹو حکام کے مختلف اجلاسوں، کانفرنسز، میٹنگز میں اور عام امریکی و نیٹو فوجیوں کو طالبان سے اُن کی ''نگہداشت'' کے دوران اپنے طور زندگی کے آزار سے آزاد کرتے رہتے ہیں''۔

''ٹھیک! یہ بات تو پلے پڑ گئی ہے، لیکن ایک بات اب بھی تشنگی کا احساس بڑھا رہی ہے۔ وہ یہ کہ افغان عوام آپ کے بارے کیسا رویہ رکھتی ہے؟ ان کی آپ کے بارے سوچ و فکر کے زاویے کیا ہیں''؟

آج کی مجلسِ سخن میں میرے دوست کا یہ آخری سوال تھا۔ میں نے کہا ''یہ تو کوئی مشکل سوال نہیں ہے۔ جیسا رویہ صاحبِ ایمان و اسلام افغان فوجیوں کا ہے، ویسا ہی طرز صاحبِ دل و درد افغان عوام کا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں مجاہدین نے اتنی بڑی کاروائی عوامی حمایت کے بغیر تو نہیں انجام دی۔ افغان عوام کا ہمیں بھرپور تعاون حاصل ہے۔ وہ ہر قدم اور ہر موڑ پر ہماری مدد کرنے کو اپنے لیے باعثِ صد افتخار گردانتے ہیں۔ طالبان کی یہ

کاروائی اچانک نہیں تھی کہ اپنے خفیہ اڈوں سے نکلے اور کابل، ننگرہار، جلال آباد، اور پکتیا کے میدانوں میں پہنچے اور گن کا ٹریگر دبا دیا۔ بلکہ کارروائی سے پہلے ان کی محفوظ مقامات تک رسائی، وہاں اسلحہ کی فراہمی، یہ سب عوام کے تعاون سے ہوا ہے۔ انہوں نے ہی طالبان کو "گھات قسم" کی جگہوں سے واقفیت کروائی، بلکہ آپ تھوڑا سا پیچھے چلے جائیں تو دیکھیں گے جب بد بخت امریکیوں نے بگرام ایئر بیس میں قرآن سوزی کی گھٹیا حرکت تھی تو مظاہروں اور احتجاجوں میں شدت آنے پر لوگوں کی زبان پر یہی نعرہ موج زن تھا "ہم سب طالبان کے ساتھ ہیں۔ ہم سب طالبان ہیں۔" اور یہ افغان فوجیوں کی جانب سے فائرنگ کے ردِعمل کے طور پر صرف ایک جذباتی نعرہ ہی نہیں تھا، بلکہ یہ تو طالبان کے ان احسانات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتِ حال تھی، جو انہوں نے فراہمیِ انصاف، قیامِ امن اور حفاظتِ جان و مال کی صورت میں کیے تھے اور کر رہے ہیں۔

بہ ہر کیف! اس تمام کاروائی کو سامنے رکھیں تو خلاصہ یہ نکلتا ہے: امریکیوں کے سارے دعوے ہوا کے غبارے ثابت ہوئے ہیں۔ وہ کہتے تھے: طالبان ہار چکے ہیں۔ ان کے لیے جائے پناہ نہیں چھوڑیں گے۔ ملک کے کنٹرول کا ہاتھ کرزئی حکومت کے ہاتھ میں ہے، لیکن اس دن نیٹو کی ذلت و رسوائی کا منظر قابلِ دید تھا۔ وہ خارش زدہ پاگل کتوں کی طرح کابل کے گلی کوچوں میں جان کی امان پانے کے لیے بھاگتے پھر رہے تھے۔ جہاں جاتے، طالبان موت بن کر سائے کی طرح ان کا پیچھا کرتے۔ عذاب بالائے مصیبت یہ تھا کہ افغان فوجیوں کی گنوں کے سائے میں جانے سے بھی ہچکچاتے تھے۔ مبادا ان کی بندوقوں کا رخ طالبان کے بجائے ہماری طرف نہ ہو جائے۔ وہ ایک قیامتِ صغریٰ کا منظر تھا۔ ان کی کیفیت "آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا" سے مختلف نہ تھی۔ گویا 'نہ جائے رفتن، نہ پائے ماندن' والا معاملہ تھا۔ دلچسپ یہ کہ افغان فوجیوں نے ان کی ایسی خبر لی ہے کہ اب نیٹو کو ان کی شکلوں میں بھی طالبان کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ یہ عبرت ناک منظر دیکھ کر میرے ذہن میں وہ جملہ گردش کرنے لگا ہے "دوسروں کو اس قدر بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارنے والے خود کس قدر بزدل ہوتے ہیں"۔

یقیناً یہ سب ظلم کو ناپسند کرنے والے خدا کی بے آواز لاٹھی کا کمال تھا کہ بیمپر پہن کر مضبوط قلعوں میں دُبکے رہنے سے بھی موت کا خوف دور نہ ہو ناتھا۔ یہ طالبان کی ایک بہترین، منظم، یک بارگی اور ایسی نادر کاروائی تھی، جس میں نعرہ جلال آباد میں گونجتا اور کپکپاتا لندن تھا۔ جس میں گولی کابل میں چلتی اور لرزتا واشنگٹن تھا۔ بم گردیز میں پھٹتا اور تھرتھراتا برلن تھا۔

انشاءاللہ وہ صبح موعود قریب آنے والی ہے، جب یہ لڑکھڑاتا ہوا باطل نظام دھڑام کر کے زمین بوس ہو جائے گا۔ پھر میرے پیارے وطن پر اسلام ہی سر بلند ہوگا اور یہ ملک دوبارہ اس کے اصل حق داروں کو مل جائے گا اس وقت میں کہہ سکوں گا "حق بہ حق دار رسید"۔ وہ، وہ اُجلا دن ہوگا، جب خونِ شہیداں رنگ لائے گا۔ پھر میں اور میرے دوست، ہم دونوں نے بہ یک زبان انشاءاللہ کہا، لیکن خونِ شہیداں کا نام لینے سے لاکھوں بے گناہ مسلمان کے لہو کی ارزانی نے تڑپا دیا۔ اخبار میں شائع شدہ فدائی مجاہدین کی لہو رنگ تصویریں دیکھ کر اپنوں کی جدائی اور خود کی لیلائے شہادت سے دوری کا پرانا زخم تازہ ہو گیا۔ جس سے میں مرغِ بسمل کی طرح تڑپ اٹھا۔ میں آب دیدہ ہو گیا۔ میں نے آنسو پونچھتے ہوئے عبداللہ کی طرف دیکھا تو اس کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہ تھی۔ اشکوں کے قطرے اس کے رُخساروں سے لُڑھکتے ہوئے دامنِ قمیص میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔

☆......☆......☆

# شہدائے ملت

تحریر
حافظ سعید احمد
ترجمہ: اکرم تاشفین

محترم قارئین! نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کے اس دور میں بھی ذرائع ابلاغ ان طرح طرح کے مظالم اور اموات سے اغماض اور چشم پوشی برت رہی ہے جو جمہوریت پسند افواج کے ہاتھوں بے گناہ افغان عوام پر روا رکھے جاتے ہیں اور جتنا کچھ میڈیا پر نشر ہو رہا ہے وہ بھی اتنا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

ذیل کے سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ رواں عیسوی سال 2012ء کے مارچ کے مہینے میں ملک کے کونے کونے سے ملکی نقصانات کے وہ اعداد وشمار پیش کریں جو وقتاً فوقتاً نجی اور سرکاری ذرائع ابلاغ کی جانب سے شائع ہوتے رہے ہیں۔

یکم مارچ کو امریکی افواج نے صوبہ نیمروز کے ضلع ''دلارام'' کے ضلعی مرکز کے قریبی علاقے میں معروف صراف حاجی غنی خان کو ان کے گھر میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر شہید کر دیا۔

مارچ کی پانچویں تاریخ کو صوبہ اروزگان کے ضلع ''چورہ'' میں خواجہ خدید کے علاقے میں ضلعی پولیس نے ایک مقامی شخص کے گھر پر دھاوا بول دیا اور تلاشی کے بہانے گھر میں گھس گئے اور نقد رقم کے ساتھ دیگر قیمتی اشیاء بھی لوٹ کر لے گئے، مالک مکان نے پولیس کے اس اقدام کی مزاحمت کی جس کے نتیجے میں وہ اپنی اہلیہ سمیت شہید کر دیے گئے۔ اس مزاحمت میں ان کے دو بچے بھی زخمی ہو گئے۔

9 مارچ کو ذرائع ابلاغ نے صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے کمشنر ''عبدالحکیم اخون زادہ'' کے حوالے سے بتایا کہ مذکورہ ضلع کے ''ابراہیم خیل'' گاؤں میں نیٹو نے بمباری کی جس کے نتیجے میں 3 بچوں سمیت 4 افراد شہید اور دو زخمی ہو گئے۔ اسی دن صوبہ ننگرہار کے ضلع ''چپرہار'' کے ''تریلی'' نامی علاقے میں انہیں مغربی وحشیوں کی بمباری سے 2 مقامی جوان شہید جبکہ ایک زخمی ہو گیا۔

11 مارچ کو ذرائع ابلاغ نے مقامی افراد اور عینی شاہدین کی اطلاع پر خبر دی کہ قندہار ضلع پنجوائی کے علاقے ''زنگاوات'' کے علاقے میں واقع ''اڑوند'' نامی دو گاؤں میں امریکی افواج نے 17 افراد جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی تھی کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔ پھر انہیں ایک کمرے میں جمع کر کے آگ لگا دی۔ اس واقعے میں 5 افراد زخمی بھی ہوئے غاصب قوتوں نے مذکورہ واقعے کو ایک حواس کھو بنے والے فوجی اہلکار کی حرکت قرار دی لیکن عینی شاہدین، صوبائی اور کابل کی پارلیمانی شوری کے ارکان جنہوں نے واقعے کے بعد اس کی تحقیق کے لیے علاقے کا دورہ کیا تھا واضح طور پر کہا: ''شواہد اور دلائل بتاتے ہیں کہ یہ واقعہ کسی اہلکار کا انفرادی عمل نہیں بلکہ بیس فوجیوں پر مشتمل ایک دستے کے ہاتھوں انجام پایا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ان کی حفاظت اور نگرانی کے لیے ایک ہیلی کاپٹر اس دوران مسلسل فضا میں گشت کرتا رہا، ہیلی کاپٹر نے روشنی کے گولے بھی پھینکے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس آپریشن میں طرح طرح کے اسلحوں کا استعمال بھی کیا گیا تھا جبکہ ایک فوجی اہلکار کے ہاتھوں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

17مارچ کو امریکیوں نے صوبہ اروزگان کے شہر ترین کوٹ کے قریب ''سرخوم'' کے علاقے میں آپریشن کیا جس میں 2 ملکی افراد کوشہید اور 11افرادکوگرفتار کر کے اپنے ساتھ نامعلوم مقام کی طرف لے گئے۔

22مارچ کومقامی پولیس نے کندوز کے مرکز ''اڑوند'' کے علاقے میں مقامی افراد کی ایک گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک خاتون شہید اورایک آدمی زخمی ہوگیا۔

25مارچ کو ہلمند کے ضلع ''گریشک'' کے علاقے ''میر مندو'' میں مجاہدین اورامریکی افواج کی ایک طویل لڑائی کے دوران امریکی افواج نے مقامی افراد کوسختی سے اس بات پر مجبور کیا کہ جن راستوں میں بارودی سرنگوں کے پھٹنے کا خدشہ تھاوہاں امریکی افواج کے آگے آگے چلیں۔ امریکی افواج کی اس بزدلانہ کارروائی کے دوران کئی افراد بارودی سرنگوں کے پھٹنے سےشہیداورزخمی ہوگئے۔

ملک کے مختلف علاقوں سے ذرائع ابلاغ نے عینی شاہدین کی زبانی اطلاع دی ہے کہ 27مارچ کوصوبہ ننگرہار کے ضلع ''پچیراگام'' میں ایک ٹینک بارودی سرنگ کانشانہ بناجس کے بعدمقامی وداخلی افواج نے پرتشدد کارروائیوں میں 3 مقامی افرادکوشہیداور 2 کوزخمی کردیا۔

مارچ کی 27ویں تاریخ ہی کوامریکی افواج نے ہلمند کے ضلع سنگین میں ساروان قلعہ کے علاقے ''شہزادی'' میں ستر سالہ بوڑھے کو بلاکسی وجہ کےشہید کردیا۔

☆......☆......☆

## ''الفاروق''

جیسا کہ آپ جانتے کہ مجاہدین امارت اسلامیہ ہرسال بہار کی آمد پراپنی کارروائیوں کے لئے ایک نام تجویز کرتے ہیں پچھلے سال مجاہدین نے اپنے عملیات کو ''بدر'' کے خوبصورت نام سے موسوم کردیا تھا۔ امسال مجاہدین نے اپنے عملیات کو ''الفاروق'' کا آفاقی نام دیا ہے۔ امید ہے کہ ''بدر'' کی طرح الفاروق بھی مسلمانان عالم کے لئے مسرت، فتح اور کامیابی کی نوید ثابت ہوگی۔ ان شاءاللہ۔

* * * *

# صوبہ فاریاب کے گورنر
# ملا عطاء اللہ عمری کا انٹرویو۔

مولوی عطاءاللہ عمری صوبہ فاریاب کے تحصیل اندخوی کے رہنے والے ہیں۔پانچ سال پہلے اپنا تعلیمی سفر مکمل کیا،تب سے لے کر آج تک امریکااوراس کے مزدوراتحادیوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

اس سے پہلے زابل اور بادغیس میں جہادی خدمات انجام دیئے ہیں۔اڑھائی سال سے فاریاب کے گورنر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔صوبہ فاریاب کی جہادی سرگرمیوں سے متعلق آپ سے لیا گیا ایک انٹرویو قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

الامارہ: محترم عمری صاحب سب سے پہلے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں،ابتداء میں اگرصوبہ فاریاب کے عمومی معلومات دیا جائے مہربانی ہوگی؟

عمری صاحب: الحمدالله رب العلمين والصلوة والسلام على قائد المجاهدين محمد وعلى آله واصحابه اجمعين، امابعد:

سب سے پہلے آپ اور سب قارئین کو تحفہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم پیش کرتے ہیں،سوال کے متعلق یہ کہوں گا کہ صوبہ فاریاب افغانستان کے شمالی صوبوں میں سے ہیں جس کے شمال میں ترکمنستان ، مشرق میں بادغیس،جنوب میں غوراورمشرق میں جوزجان اورسرپل صوبہ واقع ہیں،فاریاب مندرجہ ذیل ۱۴ تحصیلوں پر مشتمل ہیں۔

۱۔المار۔ ۲۔قیصار۔ ۳۔پشتون کوٹ۔ ۴۔چہل گزئی۔ ۵۔خواجہ موسیٰ۔ ۶۔خواجہ سبز پوش۔ ۷۔شیرین تگاب۔ ۸۔دولت آباد۔ ۹اندخوی۔ ۱۰۔قرم قل۔ ۱۱۔خان چارباغ۔ ۱۲۔قرغان۔ ۱۳۔بلچراغ۔ ۱۴۔گورزووان۔ ۱۵۔لولاش۔ ۱۶۔بندر۔

فاریاب کے لوگ بھی عام افغانیوں کے طرح غریب اور جنگ سے ستائے ہوئے ہیں،یہاں کے لوگ پیشہ کے لحاظ سے زمینداراور مالدار ہیں۔

الامارہ : فاریاب میں مجاہدین کی سرگرمیوں اوراس کے کارناموں کے متعلق اگر کچھ بتادیں اور یہ کہ آپ کی حاکمیت کہاں تک ہے؟

عمری صاحب: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جہادی تشکیلات فاریاب کے تمام ۱۶ تحصیلوں تک پہنچے ہوئے ہیں،فاریاب میں کوئی ایسا علاقہ نہیں جہاں مجاہدین نہ ہوں۔

فاریاب میں مزار سے ہرات کی طرف بڑے شاہراہ کا جو حصہ آیا ہے اس نے مذکورہ صوبہ کو دوحصوں میں تقسیم کیا ہے،اس شاہراہ کے جنوبی طرف کوہستانات اور شمال کی طرف ترکستان والا حصہ کہا جاتا ہے،اس شاہراہ کے شمالی حصہ جو فاریاب کے اکثریت پر مشتمل ہیں مراکز کے بغیر مکمل طور پر طالبان کے زیر تصرف ہے مثال کے طور پر ایک مجاہد شمال مشرق میں اندخوی سے بادغیس تک اپنا مشن جاری رکھ سکتا ہے کیونکہ یہ تحصیلیں تمام فتح ہوچکی ہیں دشمن صرف مراکز اور مرکزی شاہراہ کے چند چیک پوسٹوں تک محدود ہیں۔اب یہاں مجاہدین کاروانوں کے شکل میں گھومتے پھرتے ہیں،دعوتی فریضہ انجام دیتے ہیں،اب یہاں دشمن صرف فضائی راستے سے داخل ہوسکتے ہیں یا ایک بڑے کاروان کی شکل میں فضائی تعاون کے ساتھ لیکن اُس صورت میں بھی دشمن کیلئے بچ نکلنا آسان نہیں۔

شاہراہ کے جنوب کے طرف جس میں بلچراغ اور بندر کے علاوہ کچھ پہاڑی علاقے شامل ہیں اس میں مجاہدین موجود رہتے ہیں لیکن یہاں اتنے بااختیار نہیں جتنے شمالی طرف میں ہیں یہاں چاپہ مار کارروائیاں کرتے ہیں،دعوتی امور سرانجام دیتے ہیں اور کبھی کبھی دشمن پر حملے بھی کرتے ہیں۔عمومی طور پر صوبہ فاریاب میں کہا جاسکتا ہے کہ الحمدللہ مجاہدین روز بروز

کامیابی کے طرف گامزن ہیں۔

الامارۃ: شمال میں دشمن کا دعویٰ ہے کہ یہاں ہزاروں اربکیوں {کرایہ کی پولیس} کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جس کے وجہ سے بہت کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور مجاہدین سے یہ علاقے چھین لئے گئے ہیں اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

عمری صاحب: اربکیان یا محلی پولیس جس کا تجربہ عراق سے لایا گیا تھا اس کیلئے دشمن نے بہت بڑا میڈیا ٹرائل چلایا اور آج بھی چلایا جارہاہے، اگراس کے کردار کو دیکھا جائے تو یہ بھی دشمن کیلئے صرف ایک مالیاتی نقصان ثابت ہوا جس پر کئی ملین خرچ ہوئے اس کا کوئی کردار نہیں۔

اگرچہ دشمن اس متعلق بڑے دعوے کررہے ہیں کہ شمال میں کرایہ کے پولیس {اربکیان} سے بہت سے کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں لیکن میں اپنا آنکھوں دیکھا حال بتارہاہوں، دشمن نے پانچ تحصیلوں {دولت آباد، شیرین تگاب، قیصار، چھل گزی اور خواجہ سبز پوش} میں کچھ پرانے توپک سالار حضرات کو اربکیان کے نام سے نئے سرے سے مسلح کرلیا ہے لیکن انہی تحصیلوں میں دشمن نے اربکیوں کے بدولت مجاہدین سے کوئی علاقہ چھڑالیا ہے اور نہ اربکیوں میں اتنا دم ہے کہ اپنے مورچوں سے نکلیں، دولت آباد سے لیکر چھل گزی تک جو شیرین ناوے کے نام سے وسیع علاقہ ہے جس کے درمیان میں بڑی شاہراہ ہیں جس پر جگہ جگہ اربکیوں کے چیک پوسٹ ہیں یہاں سے بھی یہ سڑک کے دونوں اطراف واقع اپنے گھروں کو نہیں جاسکتے اور نہ مجاہدین کیلئے کوئی مشکل بناسکتے ہیں۔

ان کا واحد کمال یہ ہے کہ جب صلیبی قوتوں کا کوئی بڑا کاروان مجاہدین کے علاقے میں داخل ہوتا تو یہ ان کے سامنے صرف راستہ بتانے اور جاسوسی کا کردار ادا کرتے ہوئے مجاہدین کے گھروں کی نشاندہی کرتے ہیں اس کے علاوہ ان میں اتنا دم نہیں کہ مجاہدین کے سامنے ڈٹ جائیں۔ اس کے علاوہ اب تک مجاہدین کے مسلسل چھاپہ مار حملوں میں کرایہ پولیس کے بہت سے آفیسر مارے گئے ہیں اور اکثر نے خوف کے وجہ سے نوکریاں چھوڑ دی ہیں اور اب ان کیلئے ممکن نہیں کہ اجرت کے اس طرح قاتل مزید پالیں اب یہ فتنہ مزید باقی نہیں رہ سکتا۔

الامارۃ: جہادی عملیات کی وجہ سے پچھلے سال کی کارکردگی کو کیسے سمجھتے ہیں؟

عمری صاحب: پچھلے سال جس طرح سارے افغانستان میں کامیابیوں اور فتوحات کا سال سمجھا جاتا تھا اسی طرح فاریاب بھی پیچھے نہ رہا، دشمن پر تمام تحصیلوں میں روزانہ کے بنیاد پر حملے، راکٹ فائر اور مختلف بم حملے سارا سال جاری تھے۔ سال کے دورانیہ میں پانچ فدائی حملوں نے بھی دشمن کو زدوکوب کیا جس کا آخری حملہ اب چند دن پہلے فاریاب کے مرکز میمنہ میں امریکیوں کے ایک کانوائے پر تھا جو انتہائی مہارت کیساتھ کیا گیا جس میں دشمن کے کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

تحصیل قیصار کے خواجہ کنتی کا علاقہ جو مجاہدین کے اثرونفوذ کا علاقہ سمجھا جاتا ہے پچھلے سال دشمن نے کئی چھاپے مارے اور عملیات کے راستے مجاہدین سے یہ علاقہ فتح کرنے کی کوششیں کیں لیکن ہر دفعہ مجاہدین کی سخت مقاومت کے بعد ناکامی سے دوچار ہوئیں، ہر چھاپے کے ساتھ مجاہدین نے جنگ کی جس میں ان کو بھاری نقصانات اُٹھانے پڑے، اسی طرح تحصیل پشتون کوٹ کے آقدری کے علاقے میں دشمن نے آپریشن شروع کیا اس سہ روزہ جنگ میں مجاہدین نے دشمن کو سخت شکست سے دوچار کیا ہماری معلومات کے مطابق اس جنگ میں ۴۷ خارجی اور داخلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ان کے فوجیوں کی یاد میں میمنہ میں سوگ کے مراسم ادا کئے گئے، اس طرح کے آپریشن کے بعد دشمن بھاگنے پر مجبور ہوا۔

الامارۃ: بدر عملیات کی کامیابیوں میں سے ایک یہ بھی شمار کیا جاتا ہے کہ دشمن کے سرکردہ رہنماوں سمیت اعلیٰ فوجی آفیسر مارے گئے آپ کے ہاں بھی اس طرح کے واقعات ہوئے؟

عمری صاحب: جی ہاں! یقیناً پچھلے سال کے بدر عملیات نے غزوہ بدر کی یادیں تازہ کردیں جس طرح غزوہ بدر میں کفار اور مشرکین کے اہم سرکردہ رہنماء مارے گئے تھے اسی طرح پچھلے سال کی عملیات میں بھی دشمن کے

اہم اشخاص مارے گئے، فاریاب میں دشمن کے کچھ اہم اور سرکردہ رہنماوں سمیت کئی آفیسر مارے گئے، مثال کے طور پر انٹیلی جنس آفیسر سید احمد، اندخوئی کے فوجی آفیسر جنرل نجیب اللہ، المار میں دشمن کے فوجی آفیسر سلام پہلوان اور جنرل یونس اسی طرح جنرل حمداللہ اور دولت آباد کے جنرل ضابط جو مجاہدین کے متفرق حملوں میں مارے گئے۔

الامارۃ : میمنہ کے شہر اور دیگر مرکزی علاقوں میں آپ کے سرگرمیاں کیسے ہیں؟

عمری صاحب : فاریاب میں جنگی حملوں کے ساتھ ہماری انفرادی اور چھاپہ مار کارروائیاں بھی نہایت کامیابی سے ہمکنار ہیں، مجاہدین مختلف طریقوں سے استفادہ کرتے ہیں اور دشمن کو نشانہ بناتے ہیں، میں نے دشمن کے اہم رہنماوں کے جو نام بتائے ان میں سے بعض مجاہدین کے چھاپہ مار کاروائیوں میں ہلاک ہوئے ہیں، مثال کے طور پر محلی پولیس {اربکیان} کے آفیسر حمیداللہ جو مجاہدین کے ایک حملے میں زخمی تھے اور کئی روز میمنہ کے ہسپتال میں داخل تھے اور کچھ روز بعد ہسپتال کے بیڈ پر ہی مارا گیا۔

اسی طرح المار کے ایک آفیسر یونس جو ایک مشہور بزکش {شمالی افغانستان میں مشہور کھیل} ایک مقابلہ میں شریک تھے ہمارے ایک مجاہد نے گھوڑے کے اوپر ہی گولی مار کر ہلاک کردیا۔ اس کے علاوہ بہت سے مجاہدین نے بہت سے چھاپہ مار کارروائیاں کی ہیں، الحمدللہ آج مجاہدین دشمن کی صفوں میں بھی اچھی نفوذ اور رسوخ رکھتے ہیں جس سے استفادہ کرتے ہوئے اندر ہی سے بڑے حملے کرسکتے ہیں۔

الامارۃ: فاریاب کی عوام کی مجاہدین کی کتنی حمایت کرتی ہے؟

عمری صاحب: فاریاب کے لوگ مجاہدین کے ہمدرد ہیں اور یہ ہمدردی دشمن کے پروپیگنڈے کے برعکس بغیر کسی لالچ اور تفریق کی ہے، افغانستان کی قومیں بھائیوں کی طرح سب مجاہدین کے ساتھ صلیبی قوتوں اور اس کے آلہ کار مزدوروں کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔

لوگوں کی حمایت کی ایک مثال پیش کرتا ہوں تقریباً دو مہینے پہلے تحصیل المار کے قریہ غویلی کے علاقے میں ہماری ایک جماعت جو ستّر مجاہدین پر مشتمل تھی دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار تھی اگرچہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن مجاہدین دشمن کو بھگانے میں کامیاب ہوگئے، کیوں کہ یہاں علاقے کے لوگ جو تقریباً دوسو کے قریب تھے مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوگئے کوئی براہ راست جنگ میں شریک تھا تو کوئی اور تعاون کررہا تھا، حتیٰ کہ عورتیں بھی تعاون میں پیچھے نہ رہیں۔

سچ یہ ہے کہ فاریاب کے لوگ سابق توپک سالاروں سے نہایت دلبرداشتہ ہیں جو آج کل کابل حکومت پولیس اور فوج میں اس کو اصل قوت بناتے ہیں یہ ملت جو اسلامی امارت کے سائے تلے امن اور سکون کا سانس لے چکا ہے اب کبھی یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ کل کے جابر اور ظالم ایک بار پھر ان پر مسلط ہوں، اسی وجہ سے مجاہدین کے ساتھ نہایت ہمدرد ہیں، گاؤں اور اطراف کے لوگ تو مجاہدین کی صفوں میں شامل رہتے ہیں شہروں کے لوگ بھی مجاہدین کے ساتھ پیسوں، کپڑوں اور ادویات کی صورت میں تعاون کرتے ہیں یہی تعاون مجاہدین کی کامیابیوں کا راز ہے۔

الامارۃ : محترم عمری صاحب آپ ہمارے قارئین کیلئے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟۔

عمری صاحب : میرا پیغام تمام ملت کے نام یہ ہے کہ افغانستان کے لوگوں کو اب جاننا چاہئے کہ امریکا {اور اس کے اتحادی} ایک حربی کافر ہیں یہاں ان کے آنے کا مقصد صرف ایک اسلامی نظام لانے والوں کا راستہ روکنا ہے امارت اسلامی افغانستان جس نے امریکیوں کے مقابلے میں علم جہاد بلند کیا ہے افغان باغیرت اقوام کو ان آہنی ہاتھوں کو مضبوط کرنا چاہئے، ان کی ہر قسم مادی اور معنوی حمایت کرنی چاہئے اور صدائے جہاد پر لبیک کہنا چاہئے۔۔بعض شیطانی حلقے اپنے مکروہ اہداف حاصل کرنے کے خاطر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلامی امارت افغانستان ایک قومی اور علاقائی تحریک ہے تمام...... بقیہ صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ فرمالیں۔

# کابل کے دروازے پر طالبان کی دستک

سیف العادل احرار

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ سورج کو انگلی سے چھپایا نہیں جاسکتا وہ سرتوڑ کوشش کررہے تھے کہ جھوٹے اور زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے اپنے شیطانی میڈیا کے توسط سے حقیقت کو چھپالیں مگر اس باران کی چالیں کارآمد ثابت نہیں ہوئیں۔ دنیا نے دیکھا اور اس پر اہم اور مثبت تبصرے بھی ہوئے، بالآخر وہ بھی افسردہ لہجے میں بے بسی کیساتھ اقرار کرنے لگے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا ہاں یہ ضرور ہوا کہ خود آپس میں الجھ کر ایک دوسرے پر برس پڑے اور ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھرا کر آپس میں ٹانگیں کھینچنے لگے، اور خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے لگے۔

ویسے تو سال بھر کاروائیاں جاری رہتی ہیں البتہ موسم بہار کی آمد پر یہ کاروائیاں زور پکڑتی ہیں۔ ہر سال امارت اسلامی افغانستان کے بہادر مجاہدین اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں، فدائی حملوں کیساتھ ساتھ راکٹوں اور خودکار ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے افغان سرزمین پر غاصب اور قابض صلیبی فوجیوں اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی تماشائی فورسز کو نشانہ بناتے ہیں اور پچھلے تین سالوں سے تو دارالحکومت کابل کے انتہائی سیکورٹی والے علاقوں میں بھی منظم انداز سے بھرپور حملے کررہے ہیں جو کسی بڑی خوشخبری کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

اتحادی اور افغان فورسز اعصاب کھو بیٹھی ہیں وہ مجاہدین سے مقابلہ کرنے کے بجائے راہ فرار اختیار کرکے جان بچاتی ہیں اتحادی افواج اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود طالبان کے ان منظم حملوں کو روکنے میں ناکام رہی ہیں، طالبان اپنی جنگی حکمت عملی کے پیش نظر افغان فوج کے اندر تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور ہر طرح کا نقصان پہنچارہے ہیں، نیشنل آرمی کے اندر سے معلومات لے کر مجاہدین اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرتے ہیں اور بڑی تیزی سے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کرکے اہداف تک پہنچ رہے ہیں۔

طالبان اسلام اور ملک کا دفاع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اسی جہ سے وہ بہت دلیری کیساتھ حواس باختہ دشمن پر شدید حملے کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے توقع سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کررہے ہیں، افغان قوم بھی دشمن کے مکروہ عزائم جان کر نہ صرف نفرت کی حد تک بلکہ مدمقابل کھل کر طالبان کو سپورٹ کررہی ہے، امریکی اور نیٹو کے انسانیت سوز مظالم، وحشیانہ بمباری، نہتے عوام کا قتل عام، قرآن پاک کی متعدد بار توہین، فرسودہ نظام اور حکومتی اداروں میں رشورت ستانی کا بازار گرم، بدعنوانیوں کا ریکارڈ قائم، اس کے علاوہ اور بہت کچھ، یہ وہ داستانیں ہیں جن کی وجہ سے افغان عوام کے لئے برملا عالمی غنڈہ امریکہ، صلیبی اتحاد نیٹو اور افغان کٹھ پتلی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے طالبان مجاہدین کی صفوں میں شامل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔

یہی وہ عوامل ہیں کہ سخت گیر موقف کے حامل طالبان بڑی شدت کیساتھ انتہائی حساس مقامات پر بھی دلیری سے حملے کرنے میں کامیاب ہورہے ہیں ورنہ عقل کے زاویہ سے دنیا کی سپر پاور سمیت جدید ٹیکنالوجی

اور خطرناک ومہلک ہتھیاروں سے لیس درجنوں ممالک کی لاکھوں کی تعداد میں تربیت یافتہ فوج کیساتھ چند ہزار پھٹے کپڑوں میں پھرنے والے ہلکے ہتھیاروں سے مقابلہ کرنے والے طالبان کا حاوی ہونا نہ صرف حیران کن بلکہ ناممکن نظر آتا ہے، یہ صرف اللہ کی قدرت کی نشانی، مجاہدین کا اخلاص اور تقویٰ اور افغان عوام کی تائید کا نتیجہ ہے کہ دشمن بھی سرگردان اور دنیا بھی حیران ہے۔

15 اپریل کو طالبان نے دارالحکومت کابل سمیت چار صوبوں میں اہم سرکاری اور مغربی سفارتخانوں پر دھاوا بول دیا، مجاہدین نے اہم پوسٹوں کو اپنے نشانے پر لیا اور سارا دن افغانستان میں دھماکوں اور گولیوں کی گھن گرج رہی ،دارالحکومت کابل اور دیگر علاقوں میں طالبان کی جانب سے پارلیمنٹ، غیر ملکی سفارتخانوں اور دیگر حساس مقامات پر یکے بعد دیگرے حملے کئے، جس کے بعد ملک زوردار دھماکوں، فدائی حملوں اور فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا، بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہوئیں، طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق اتوار کے روز دوپہر بہادر طالبان کے ۳۰ فدائین نے کابل، ننگرہار، پکتیا اور لوگر میں حساس مقامات پر تابڑتوڑ منظم حملے کئے ، دارالحکومت کابل میں 13 فدائیوں نے کارروائی میں حصہ لیا، کئی اہم مقامات پر جن میں شہر کے وسط میں واقع سفارتی ریڈزون، مغرب میں پارلیمان کی عمارت، نیٹو کے ہیڈکوارٹر، امریکی، برطانوی، جرمن، اور دیگر مغربی ممالک کے سفارتخانوں پر حملے کئے، حملوں میں جرمن سفارتخانے کے گراونڈ فلور کو بھی نقصان پہنچا اور اس سے دھواں اٹھتے ہوئے دیکھا گیا، اس دوران کابل میں ایک نوتعمیر شدہ فائیو سٹار ہوٹل کی عمارت پر قبضہ کر کے بعد ازاں اسے آگ لگا کر جلا دیا، اسی طرح مجاہدین نے برطانوی سفاتکاروں کے زیر استعمال ایک گھر پر بھی راکٹ حملہ کیا اس کے علاوہ دو راکٹ برطانوی سفارتخانے کے حفاظتی ٹاور سے ٹکرائے جبکہ تین راکٹ ایک سپر مارکیٹ پر گرے، ذرائع ابلاغ کی رپورٹس کے مطابق کابل زوردار دھماکوں کی آوازوں سے لرز اٹھا۔ درجنوں دھماکے سنے گئے اور شدید فائرنگ اور گولوں کی گھن گرج سنائی دیتی رہی۔ دھویں کے سیاہ بادل بھی اٹھتے دکھائی دیئے گئے۔

عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ سفارتخانوں میں خطرے کے سائرن بجائے گئے، لوگوں کی دوڑیں لگ گئیں، ذرائع ابلاغ کے مطابق صدارتی محل اور امریکی و برطانوی سفارتخانوں کو بند کر دیا گیا حملوں کے دوران افغان صدارتی محل اور ایرانی سفارتخانے کے قریب ہوٹل کو جب نشانہ بنایا گیا اس وقت کرزئی صدارتی محل میں حزب اسلامی کے ایک مذاکراتی وفد کے ساتھ اجلاس میں موجود تھے جنہیں کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا اور تمام امور تا امر ثانی ملتوی کر دیئے گئے۔

کابل کے حساس مقامات میں واقع دفاتر میں کام کرنے والے افراد کام چھوڑ کر بھاگ گئے، اسی طرح پارلیمنٹ کے اراکین بھی زیرزمین چھپ گئے، اس کے علاوہ صوبہ پکتیا میں کوٹ کے مقام پر افغان آرمی کے ٹریننگ سینٹر اور غازی کیمپ پر حملے کئے، لوگر میں صوبائی گورنر کے دفتر اور پی آر ٹی کے مرکز' اسی طرح جلال آباد میں امریکی فضائی اڈہ نشانے پر رہا۔

ذرائع ابلاغ کے مطابق لوگر کے گورنر نے بھی خوف سے امریکی اڈے میں پناہ لی، طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے حملوں کو 'موسم بہار' کی کارروائی کا آغاز قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان حملوں میں دو سو سے زائد ملکی اور غیر ملکی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے، اسی طرح اپنے ۳۰ مجاہدین کی شہادت کی تائید بھی کی، انہوں نے مزید کہا کہ افغان جنگ کی تاریخ میں

سب سے منظم حملے کرنے کے لئے طالبان نے 2 ماہ تک ریہرسل کی جس میں چھوٹی عمارتوں، ملٹری اسٹائل ماڈل کی مدد حاصل تھی۔

ان کامیاب اعصاب شکن حملوں کے مثبت نتائج سامنے آئے، کرزئی انتظامیہ اور نیٹو ایک دوسرے پر تنقید کے تیر برساتے رہے، دارالحکومت کابل میں طالبان کے مربوط حملوں کے بعد پہلی بار منظر عام پر آکر حامد کرزئی نے مظلومانہ انداز میں بے بسی کیساتھ طالبان کو اپنا بھائی کہہ کر براہ راست مخاطب کرتے ہوئے آئندہ اس طرح کی کارروائی نہ کرنے کی التجا کی اور ساتھ ہی انہوں نے توپوں کا رخ نیٹو کی طرف موڑ دیا، حامد کرزئی نیٹو پر برس پڑے، ہوش آنے کے بعد انہوں نے نیٹو پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے طالبان حملوں کو انٹیلی جنس اور خاص طور پر نیٹو کی ناکامی قرار دیا اور کہا کہ ان کو یہ ذلت نیٹو کی وجہ سے اٹھانی پڑی کیونکہ ان کے بقول نیٹو کا انٹیلی جنس بہت کمزور ہے حتیٰ کہ اپنے سفارتخانوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتی، مگر نیٹو نے کرزئی کے ان الزامات کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کرزئی کو اس پر خوش ہونا چاہئے کہ ان کی فورسز مخالفین سے لڑتی ہے۔

سیاسی مبصرین اور تجزیہ نگاروں نے اس حوالے سے بین الاقوامی سطح پر خوب تبصرے کئے اور ان کارروائیوں کو افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے اہم قرار دیا۔

دوسری جانب ان دنوں ہمسایہ ملک کا پارلیمنٹرین ارکان پر مشتمل ایک وفد کابل کے دورے پر آیا تھا اپنے ملک واپس پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کابل پر عملی طور پر طالبان کا کنٹرول ہے، وہ جب چاہیں دھماکے کر کے حکومت کو مفلوج کر دیتے ہیں، حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کامیاب حملوں نے ثابت کر دیا کہ طالبان پہلے سے کئی گنا زیادہ منظم اور طاقتور ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ جب چاہیں ہر جگہ حملے کر کے حکومتی ایوانوں اور امریکی اڈوں کو ہلا سکتے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں کہ ایمانی قوت سے مالا مال چند نوجوان طالبان، سیکورٹی حفاظت پر مامور جدید اسلحہ سے لیس ہزاروں فوجیوں کا حصار کو توڑ کر تابڑتوڑ حملوں سے طاغوتی اور استعماری قوتوں کے ایوانوں میں کھلبلی مچادی بلکہ اس سے پہلے بھی متعدد بار اس سے سخت حملے کئے ہیں۔ چھ ماہ قبل ستمبر سن دو ہزار گیارہ میں سرفروش مجاہدین نے کابل شہر میں اس سطح کا بڑا حملہ کیا تھا جس میں بھی درجنوں ملکی اور غیر ملکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے تھے۔ خطے کے حالات تیزی سے بدلتے جا رہے ہیں، امریکی معیشت کی عمارت گر گئی ہے، نیٹو ممالک کے اقتصاد کا پہیہ جام ہوا ہے، فروغ دہشت گردی کے لئے انسداد دہشت گردی کے نام پر جاری جنگ کے خلاف عالمی سطح پر رائے عامہ بدل چکی ہے خود امریکہ میں ایک سروے کے مطابق 77 فیصد عوام نے جنگ کے خلاف رائے دی، جبکہ ایک امریکی عہدیدار نے بھی اس بات پر زور دیا کہ جلد از جلد افغانستان سے فوجیوں کو نکال کر جنگ کا خاتمہ کیا جائے اس کے مطابق امریکہ اس جنگ پر اپنی اقتصاد تباہ کر رہا ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں، بہتر بھی یہی ہے کہ مزید خون خرابہ کی روک تھام اور خطے میں قیام امن کے لئے امریکہ اور اتحادی بلاتاخیر افغانستان سے نکل جائیں اور ملک کا مستقبل خود افغان عوام کے حوالے کریں ورنہ کل زبردستی نکالنے سے آپ کی تاریخ کے ماتھے پر بدنما داغ ہوگا۔

☆......☆......☆

# افغانستان مارچ کے مہینے میں!

احمد فارسی

رواں سال 2012ء کے مارچ کا مہینہ بھی گذشتہ مہینوں کی طرح فتح وکامرانی کی خوشخبریاں ساتھ لے کر آیا۔ وحشی قابض افواج پر نڈر مجاہدین کے حملوں نے دشمن کو ایک ایسے واضح اعتراف شکست پر مجبور کر دیا ہے ،گذشتہ دس سال تک جس کا نہ صرف وہ انکار کرتا رہا بلکہ انتہائی ہٹ دھرمی سے اپنی مزید کامیابیوں کے جھوٹے دعووں سے بھی نہ ہچکچایا۔

ذیل کے سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ اس ماہ کی حاصل کردہ کامیابیوں کا احاطہ کرسکیں۔

## ہلاکتوں کے اعداد وشمار

رواں سال کے مارچ کا مہینہ جو حال ہی میں گذر چکا دشمن کے اقرار کے مطابق اپنے ساتھ 39 غاصب افواج کی جانیں لے گیا جن میں 18 وحشی امریکی بھی شامل تھے۔

واضح رہے کہ یہ اعداد وشمار ان تمام مالی وجانی نقصانات کا ایک چھوٹا سا جزوی حصہ ہیں جس کا اعتراف کرنے پر دشمن انتہائی حد تک مجبور ہوا ہے۔ اس ماہ کے اعداد وشمار رواں سال کے ماہانہ ہلاکتوں کی گنتی میں سب سے بڑے اعداد وشمار ہیں۔

مذکورہ 39 ہلاکتوں کے ساتھ 2012ء میں غاصب افواج کے ہلاکتوں کی کل تعداد 97 ہوجاتی ہے۔ یہ وہ ہلاکتیں ہیں جن کا دشمن اعتراف کر چکا ہے وگرنہ درحقیقت یہ اعداد اس سے کہیں زیادہ ہیں جن کو اب تک دشمن چھپاتا رہا ہے۔ کابل میں گر کر تباہ ہونے والے ترکی کے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کا گرنا اس کی بہترین مثال ہے جس میں سوار 14 فوجی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

یہ واقعہ بھی اسی مارچ ہی کا ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترکی کے 1600 کے قریب فوجی افغانستان میں موجود ہیں جو مسلمان ملت کے خلاف صلیبی لشکر کے ہمنوا اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

## شکست کا اعتراف

غاصب افواج کی جانی ومالی نقصانات کے بڑھتے ہوئے اعداد وشمار اور اس کے مقابلے میں افغانوں کے اپنے موقف پر مضبوط استقامت نے امریکہ کو دنیا کے سامنے اعلانیہ شکست کے اعتراف پر مجبور کر دیا۔ امریکی پارلیمنٹ میں اکثریتی (حکومتی) طبقے کے رہنما ہیری ریڈ (Harry Reid) نے پارلیمنٹ سے اپنے ایک بیان کے دوران کہا حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ ہمارے سرفروش بہت سخت دباؤ اور پریشر میں ہیں۔ یہ جنگ ان سابقہ جنگوں سے بالکل ایک الگ جنگ ہے جس میں ماضی میں ہم شریک رہے ہیں۔ ہم افغانستان سے نکلیں گے جیسا ہمارے جمہوری صدر ارادہ رکھتے ہیں اور یہی ٹھیک (نجات کا) راستہ ہے۔

دوسری طرف ریاستی الیکشن میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ابتدائی درجے کے امیدواروں میں سے ایک شخص نیوٹ گنگریچ نے بھی اپنی افواج کی غلیظ اور وحشیانہ کارروائیوں اور افغانستان کی جنگ میں اپنے شکست کا اعتراف کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا: ''ہمارے اپنے خود ساختہ طرز سیاست اور اور طریقہ کار کے مقابلے میں اس خطے میں کچھ انتہائی پیچیدگیاں اور گہرائیاں ہیں جن کے باعث ہماری حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ نیوٹ نے واضح طور پر کہا: ''ہمارے نوجوان ایک ایسی جنگ میں اپنی جانیں گنوا رہے ہیں جس کو انجام تک پہنچانا ایک ناممکن کام ہے''۔

اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں نے نہ صرف دشمن کے سیاسی زعماء کے درمیان اختلافات پیدا کر دیے ہیں بلکہ

وہاں کے عوام میں بھی یہ تاثر ابھر رہا ہے کہ وہ اپنی عسکری قیادت اور جرنیلوں کی حمایت سے دستبردار ہوجائے۔ کچھ عرصہ قبل معروف امریکی روزنامے واشنگٹن پوسٹ اور ایک امریکی خبری چینل آئی ، بی ، ایس نے اپنے ایک سروے میں کہا کہ 55 فیصد امریکی عوام اب اس بات کو سمجھنے لگے ہیں کہ افغان عوام کی اکثریت ان اقدامات کی مخالف ہے جو امریکہ وہاں پر کررہا ہے۔ اسی طرح ہر سو میں سے 60 امریکی دس سالہ وحشت انگیز کارروائیوں کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امریکہ اس جنگ کے لڑنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس جنگ میں فتح اور کامیابی کی کوئی کرن نظر آتی ہے۔

## نفرت اور بے زاری:

صلیبی جارحین سے عوامی نفرت اور بیزاری کا گراف بھی بڑی تیزی سے اوپر کو اٹھ رہا ہے۔ صلیبیوں کی غیر انسانی وحشیانہ کارروائیوں کے باعث انہیں بڑی مقدار میں قربانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس میں دسیوں لوگ اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔ یہ نفرت اور بیزاری اس وقت اور بھی انتہا کو پہنچی جب ہلمند کے علاقے زنگ آباد میں امریکی فوجیوں نے انتہائی وحشیانہ عمل کا ارتکاب کرکے ہمارے کئی ہم وطنوں کو اپنے پاکیزہ خون میں نہلا دیا، جو در اصل ان کی بے چینی، مایوسی اور شکست کی ایک واضح علامت ہے۔

افغانوں کی بڑھتی ہوئی نفرت اور بیزاری کے چند قابل ذکر واقعات پیش خدمت ہیں:

یکم مارچ کو آجر ملی اردو (سرکاری فوج) کے ایک اہلکار مگر بہادر افغان سپوت نے فائرنگ کرکے ایساف میں شامل ممالک کے دو جارح فوجیوں کو ہلاک اور کئی کو شدید زخمی کردیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ 26 مارچ کو پیش آیا جب ایک افغان نوجوان نے جو کہ ملی اردو کی وردی میں ملبوس تھا فائرنگ کرکے ہلمند کے مرکز لشکر گاہ میں دو جارحین کو ہلاک اور کئی کو شدید زخمی کردیا۔

اسی دن آجر پولیس کی صف میں گھسنے والے مجاہدین کی جماعت میں سے ایک فرد نے افغانستان کے مشرق میں ایک جارح فوجی کے سینے میں گولیاں ٹھنڈی کردیں ، اس واقعے میں کئی فوجی شدید زخمی اور کئی سخت دہشت زدہ ہوگئے۔

اس ماہ کی وہ ہلاکتیں اور نقصانات جنہیں دشمن نے تسلیم نہیں کیا:

اس ماہ کی پانچویں تاریخ کو ایک نڈر استشہادی (فدائی) مجاہد نے بگرام ہوائی اڈے کے "ورودی" دروازے پر کامیاب استشہادی (فدائی) حملہ کیا جس میں کم از کم 12 جارح فوجی ہلاک اور کئی شدید زخمی ہوگئے۔

اسی طرح مارچ کے 7 ویں تاریخ کو دشمن کا بغیر پائلٹ طیارہ اروزگان کے مضافات میں مجاہدین کے حملوں کی زد پر آگیا۔ مذکورہ واقعہ کے بعد دشمن کا اور چینوک ہیلی کاپٹر ہلمند کے نوزاد کے ضلع میں مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں گر کر تباہ ہوگیا، جس میں سوار 30 کے قریب لوگ افراد ہلاک ہوگئے۔

ہلاکتوں اور نقصانات کے اعداد و شمار کو چھپانا عیار دشمن کی پرانی عادت ہے اور جب تک ان بس چلے افغانستان کے ہارے ہوئے جنگ کو کامیابی کا رنگ چڑھائے رکھیں گے، لیکن جیسا کہ اوپر جیسا کہ یاد دہانی کرائی جاچکی کہ افغان مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں نے اپنی پوری شدت سے ہلاکتوں کی تعداد چھپانے کی جارحین کی ساری کوششیں ایسی ناکام کردیں کہ اب مزید چھپانے کی ان میں سکت نہیں۔

## دشمن کی صفوں میں مجاہدین کا نفوذ:

حال ہی میں مجاہدین کی بڑی تعداد دشمن کی صفوں میں گھس گئی ہے جس کے باعث جارح قوتوں اور ان کے اتحادیوں کو بے شمار مالی نقصانات کے ساتھ اپنے ہی صفوں میں بداعتمادی اور اختلافات کا سامنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اس کے تدارک کے لیے مزید کئی ادارے اور سلسلے متعارف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بقیہ ص ۳۷ پر ملاحظہ فرمالیں۔

# طالبان حملے

گوائن ڈائر' لندن میں رہائش پذیر کینیڈین صحافی، سنڈیکیٹڈ کالم نویس اور عسکری تاریخ دان ہیں۔ انہوں نے 16 سال کی عمر میں رائل کینیڈین نیول ریزرو میں شمولیت اختیار کی۔ اِس تعلق کے دوران ہی تاریخ میں گریجویشن کرنے کے بعد رائس یونیورسٹی ہیوسٹن' امریکا سے عسکری تاریخ میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد لندن میں کنگز کالج سے فوج اور مشرق وسطیٰ کی تاریخ کے موضوع پر 'پی ایچ ڈی' کیا۔ 1973ء میں عرب اسرائیل تنازع پر لندن کے صفِ اوّل کے اخبارات میں مضامین لکھنا شروع کئے اور بہت جلد شعبہ تدریس کو خیر باد کہہ کر صحافت میں کُل وقتی کیریئر بنانا شروع کیا۔

اُن کے مضامین امریکا میں دو درجن سے زائد اخبارات کے علاوہ جاپان' سنگاپور' ہانگ کانگ' نیوزی لینڈ' بھارت' دبئ' بحرین' سعودی عرب' اُردن' مصر' اسرائیل' ترکی' روس' فِن لینڈ' کوپن ہیگن' جرمنی' سوئٹزرلینڈ' اٹلی' یوگینڈا' آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ سمیت کئی ممالک کے اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کا کالم پاکستان کے صفِ اوّل کے انگریزی اخبار روزنامہ ''ڈان'' کراچی میں بھی شائع ہوتا ہے۔ 15 اپریل 2012ء کو جارح قوتوں پر طالبان کے شاندار حملوں کے بعد 20 اپریل 2012ء کو روزنامہ ڈان میں اُن کا کالم ''طالبان کے حملے'' شائع ہوا جس میں انہوں نے امریکا کو جھوٹ ترک کرنے' حقائق اور اپنی شکست تسلیم کرکے افغانستان سے نکل جانے کا مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ طالبان کی یقینی جیت کے باوجود امریکی جنرل اپنی کانگریس اور عوام سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ اس مضمون کا اُردو ترجمہ نذر قارئین ہے۔ تاہم یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ دیگر کالم نویسوں کے مضامین کا ترجمہ اُن میں پیش کردہ معلومات کے ذریعے قارئین ''شریعت'' کے علم میں اضافے کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔ ادارے کا مضمون نگاروں اور ان کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

(ادارہ)

..................☆☆☆............

مرکزی کابل پر عین طالبان کے حملوں کے وقت ایک صحافی نے برطانوی سفارت خانے کو تبصرے کے لیے فون کیا۔ فون پر بپھرے ہوئے سفارت کار نے جواب دیا ''مجھے بالکل نہیں معلوم کہ وہ یہ کیوں کر رہے ہیں۔'' پھر کہا کہ ''ہم دو سال کے عرصے میں یہاں سے نکل جائیں گے۔ اب اُن کو انتظار کرنا چاہیے۔''

سرکاری مؤقف یہی ہے کہ اب سے دو سال کے اندر جب امریکی اور ناٹو فوجیں افغانستان چھوڑ دیں گی' تو ان کی قائم کردہ حکومت اِس قابل ہوگی کہ وہ کسی بیرونی مدد کے بغیر اقتدار قائم رکھ سکیں۔ برطانوی سفارت کار واضح طور پر اِس پر یقین کر رہا تھا اور نہ ہی اکثر بیرونی مبصرین یقین کرنے کو تیار ہیں۔

تاہم انٹرنیشنل سیکورٹی اسسٹنس فورس (ایساف) کے کمانڈر جنرل جان ایلن پیش گوئی کرتے ہیں کہ افغان سیکورٹی فورسز نے (طالبان کو) جس طرح کا جواب دیا ہے وہ اس پر ''بہت زیادہ فخر'' محسوس کرتے ہیں اور دیگر مختلف سینئر کمانڈر کہتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیرونی تربیت کا پھل مل رہا ہے۔ آپ کو ان کی تعریف کرنی پڑے گی۔ کابل اور تین دیگر افغان شہروں میں بیک وقت کئی حملوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مغربی حکمت عملی کامیاب نہیں ہے۔

اتوار کو افغان دارالحکومت میں طالبان کے حملوں میں قومی پارلیمنٹ ناٹو ہیڈ کوارٹر اور جرمن، برطانوی، جاپانی اور روسی سفارت خانوں کو نشانہ

بنایا گیا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو مارا اور زخمی کردیا گیا۔ یہ لڑائی 18 گھنٹے تک جاری رہی۔ افغان دارالحکومت کے وسط میں اسی طرح کا ایک حملہ گزشتہ سال ستمبر میں بھی کیا گیا تھا۔ اگر یہ ویت نام جنگ ہوتی تو ہم 1971ء (کی کیفیت) میں داخل ہوچکے ہوتے۔

امریکی حکومت پہلے ہی افغانستان سے دو سال کے عرصے میں انخلاء کا ارادہ ظاہر کرچکی ہے جیسا کہ 1971ء میں ویت نام میں کیا گیا تھا۔ رچرڈ نکسن اُس قصے کو ختم کرنے سے قبل دوسری مدتِ صدارت کے لیے انتخابات میں کامیاب ہونا چاہتے تھے جیسا کہ اب بارک اوباما چاہتے ہیں۔

طالبان یقیناً اب افغانستان میں جنگ جیت رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے کہ اُس وقت جنوبی ویت نام میں شمالی ویت نام کی فوجیں جیت رہی تھیں۔ اُس وقت امریکی حکمت عملی کو طنزاً ''فتح کا اعلان کرواور نکلو'' حکمت عملی کہا جاتا تھا، اور یہ گزشتہ 40 سال میں ذرہ برابر بھی تبدیل نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ہی وہ جھوٹ تبدیل ہوا ہے جو اس کو کور کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔

جنوبی ویت نام میں امریکی کٹھ پتلی حکومت 1973ء میں امریکی فوجوں کے انخلا کے بعد صرف دو سال ہی باقی رہ سکی۔ کابل میں کٹھ پتلی حکومت 2014ء میں افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے بعد شاید اتنے عرصے تک بھی نہ رہ سکے۔ لیکن کوئی مغربی جنرل یہ قبول نہیں کرے گا کہ جنگ ہاری جاچکی ہے، اگرچہ اس کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مزید فوجی بے مقصد موت مارے جائیں۔

لیفٹننٹ کرنل ڈیوس جنہوں نے افغانستان کی صورت حال پر دو رپورٹیں لکھی ہیں جن میں ایک کلاسیفائیڈ ہے اور دوسری عوامی استعمال کے لئے وضاحت کرتے ہیں کہ ''یہ (حالات کی تصویر) مجھے اندر سے کھائے جارہی ہے۔''

غیر کلاسیفائیڈ رپورٹ ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے: ''اعلیٰ سطحی امریکی عسکری قائدین نے امریکی کانگریس اور عوام کے سامنے افغانستان کی زمینی صورت حال سے متعلق سچ کو اتنا مسخ کر کے پیش کیا ہے کہ اب اس کا پہچاننا مشکل ہوگیا ہے۔'' کرنل ڈیوس نے فروری کے شروع میں نیویارک ٹائمز کو اپنا پہلا انٹرویو دیا اور کلاسیفائیڈ ورژن کی کاپیاں منتخب سینیٹرز اور کانگریس کے نمائندوں کو بھجوادی تھیں لیکن کوئی بھی رکن کانگریس انتخابات کے سال میں اِس ایشو کو اِس خوف سے چھیڑنے کے لیے تیار نہیں کہ کہیں اسے ''وطن دشمن'' قرار نہ دیا جائے۔

●●

**بقیہ از۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔افغانستان مارچ کے مہینے میں۔**

کرانے کی ضرورت پڑی۔

دشمن کی صفوں میں گھسنے کا مقصد جارحین، ان کے اتحادیوں اور ان کے خوشامدیوں کی پوری طرح پہچان اور فوج و پولیس کی صفوں میں اتحادیوں کے خلاف نفرت اور بیزاری کو عام کرنا ہے حالیہ واقعات اس کے بہترین شاہد عادل ہیں۔

سبھی جانتے ہیں کہ جارحین بہت زیادہ مالی تصرفات کے باوجود فوج اور پولیس کی تعداد کو مطلوبہ تعداد تک نہ پہنچاسکی ہے۔ رپورٹ بتاتے ہیں کہ سالانہ اگر 5,000 افراد کی بھرتی کی جاتی ہے تو 10,000 افراد مستعفی یا فرار ہوکر فوج اور پولیس کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کے نفوذ سے دشمن کو اور بھی کئی لاینحل مسائل کا سامنا ہے۔ تیس مارچ کو پکتیا کے ضلع یحیی خیل میں پیش آنے والا واقعہ اس کی بہترین مثال ہے، جس میں دشمن کی صف میں نفوذ کرنے والے ایک مجاہد نے فائرنگ کر کے 9 پولیس اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔ اس واقعے سے دشمن کو سخت کوفت اور اضطراب کا سامنا ہے۔

درجہ بالا جانی نقصانات کے ساتھ جارح قوتوں اور ان کے داخلی وملکی خوشامدیوں کو بڑی مقدار میں مالی نقصانات بھی اٹھانے پڑے ہیں جس کے صحیح اعداد و شمار تو دستیاب نہ ہوسکے مگر پھر بھی اس کا اندازہ ملینوں ڈالرز میں لگایا جاسکتا ہے۔

# عالم اسلام

سیف العادل احرار

## خصوصاً مشرق وسطیٰ کی ناگفتہ بہ صورت حال، اسباب اور سدباب

محض وہم غالب سے دہشت ناک تصدیق کی گود میں کودنے کے بعد ہی ممکن بنانے میں مگھن ہوا، کیونکہ ہدف آخر کیلئے راہ ہموار کرنے والوں کی غیر طبعی مہمات کے بارے جو کچھ آگہی حاصل کی ہے پوری کوشش ہوگی کہ وہ ہماری موثق مذہبیات ونظریات کی تصدیق شدہ عصریات کے تجربات پر تطبیق کے تناظر میں کہی جائے، اس لئے خوش فہم عزائم کی تکمیل کیلئے مایوسی کا پردہ چاک کر کے عزم مصمم کے نور کی کرنوں کی طرف لپکنے میں معاون ثابت ہوگی، وہ نور جو نظریہ راسخ سے پھوٹتا اور مبنی برحق روش سے جگمگاتا ہے اور جب دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو چھٹنے کا خرشہ آشکارا ہونے میں ممد بلکہ لامثال ہو۔

درخشاں ہدف کیلئے تمہید کے تشبیہات اور استعارات کی کوکھ سے نکل کر مذکورہ بالاعنوان پر دل نشین اسباب، محرکات اور سدباب جانچنے کئے لئے ذیل میں چند سطور زیب قرطاس ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ قیامت کی نشانیوں کے بادل بدستور چھا رہے ہیں بتدریج امت مسلمہ اپنے برے اعمال، باہمی اختلافات، عصری و دینی علوم کی روشنی سے محرومی جیسے اسباب کی وجہ سے عالم کفر کے شکنجے میں پھنستی جا رہی ہے، اسلامی تاریخ کی سرگزشت کے افق پر چمکتا ہوا روشن پاسبان آج روحانی امراض کے باعث مغرب کی چوکھٹ پر سجدہ ریز عضو معطل ہے، چاندگرہن سے نہتے ستارے مظلومیت اور معصومیت کی دلیل لیکر فرمانبردار ہونے لگے، آج عالم اسلام جس کرب وابتلا کے دور سے گزر رہا ہے وہ اسی میں فلاح نکھارتا ہے لیکن اب ذرا زوال اور پستی کے اسباب پر کھتے ہیں۔

۱۔ بنیادی عنصر تو دینی و سائنسی علوم کی روشنی سے محرومی ہے، مکار استعمار نے ہوس میں رقم، شراب اور شباب کی لذت دیکر کمال علم چھین لیا۔

۲۔ نااتفاقی اور باہمی اختلافات نے آج ہر مسلم ملک کی خودمختاریت کو داؤ پر لگا دیا ہے۔

۳۔ اپنے بے پناہ وسائل پر اغیار کو دسترس دیکر اپنے آپ کو معاشی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر کے بھیک مانگنے لگے ہیں۔

۴۔ منظم منصوبہ بندی کے بغیر درخشاں مستقبل میں قدم جمانے کیلئے ہر ایک نے اپنے دیس کو تاریکی کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔

۵۔ اسلامی شرعی قانون کو پس پشت ڈال کر مغرب کے پروردہ اور ظلم زدہ قانون کی غلامی کو راہ نجات سمجھ کر عمل پیرا ہیں۔

۶۔ مغربی شیطانی رسومات اور کلچر کو اپنا کر ترقی کے نام پر کامرانی کا زینہ تصور کیا ہے۔

۷۔ اقتدار کی ہوس میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ کر دشمن کو اپنے گھر میں مداخلت کا موقع فراہم کر دیا ہے۔

۸۔ اپنے شاہانہ اقتدار کو طول دینے کیلئے ظالمانہ نظام کو دوام بخشنے کیلئے جبر کا سہارا لے رہے ہیں۔

۹۔ اپنوں سے بے وفائی و بے اعتنائی اور غیروں سے دوستی کا لبادہ اوڑھ کر اپنی تابناک تاریخ پر کلہاڑی مار دی ہے۔

۱۰۔ خلافت کے زریں اصولوں کو بادشاہت کے روپ میں بدل کر عوامی حق پر ڈاکہ ڈالا ہے۔

۱۱۔ غلط خارجہ پالیسی کی بدولت ہر ایک نے ملک کو عالمی استعمار کے ہاں گروی رکھ دیا ہے۔

۱۲۔ اپنے شاہانہ اخراجات کے باعث عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر نچوڑ دیا ہے جبکہ مزید شاہ خرچیوں کیلئے ملک کو قرضوں تلے دبا کر اندر

سے کھوکھلا کردیا ہے۔

۱۳۔اپنی عیاشیوں کے باعث مدافعانہ قوت کا پیمانہ کم کردیا ہے۔

۱۴۔فوج کی تعداد گھٹا کر دشمن کے سامنے بے بس کردیا ہے۔

۱۵۔لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی اپنا کر مسلم امت کو مذہبی ،لسانی اور نسلی عصبیتوں کے نام پر تقسیم کرنے کیلئے مغرب کی سازشوں کے ہمنوا بن رہے ہیں۔

۱۶۔کسی اسلامی ملک پر عالمی استعمار کے حملے کی صورت میں تمام اسلامی دنیا کے حکمران ان کے سامنے ڈھیر ہوجاتے ہیں۔

۱۷۔غربت، افلاس، سیاسی ابتری، کمر توڑ مہنگائی، اسلامی فکری پسماندگی،لاقانونیت اور حکومتوں پر تسلط جمانے کی کشمکش عام ہے۔

۱۸۔کفار اپنی ریشہ دوانیوں کے ذریعے دینی سیاسی تحریکات اور طاغوت سے برسرپیکار مجاہدین کے درمیان نفرت اور دوری پیدا کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو''جہاد'' جیسے عظیم فریضہ سے منع کر کے اسے دہشت گردی سے تعبیر کررہے ہیں، اقوام متحدہ بھی امریکہ کیلئے لونڈی کا کردار ادا کررہی ہے۔جبکہ امت مسلمہ دعویٰ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کرتی ہے مگر عملاً یہود ونصاریٰ کے فرمانبردار ہیں۔

۱۹۔مغرب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور مقدس الٰہی کتاب قرآن مجید کی بے حرمتی پر بھی بدقسمتی سے اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی تنظیم او آئی سی[O.I.C] نے کوئی فعال کردار ادا نہیں کیا۔

۲۰۔خالق حقیقی سے بغاوت کرنے والے مسلم حکمران غیر اللہ کی غلامی کے طوق گلے میں ڈال کر موت سے خوف، حب دنیا اور اپنے مصنوعی آقا کی ڈر نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا اس لئیے ذلت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔

موجودہ کرب وابتلاء کے دور میں مسلمان اس لئے بھی زوال کا شکار ہیں کہ اسلامی ممالک پر امریکہ کی سربراہی میں صلیبی لشکر بالواسطہ یا بلا واسطہ قبضہ جما چکا ہے وہ ان ممالک میں اپنی کلچر اور مذہب کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ وسائل اور معدنیات پر بھی اپنا ناجائز قبضہ جمانا چاہتا ہے مگر اسلامی ممالک کی نمائندہ تنظیم او آئی سی[O.I.C] اس حوالے سے اپنا رول ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے بالخصوص چند اسلامی ممالک عملاً یہود وہنود کے نرغے میں غلامی کی تاریکی کے خول سے نکلنے کیلئے''سحر'' کی امید سے مظالم سہہ رہے ہیں، ان مقبوضہ اسلامی ممالک میں سرخیل فلسطین، افغانستان، کشمیر، عراق، بوسنیا، صومالیہ اور چیچنیا شامل ہیں ذرا اصل صورتحال جانچنے کیلئے اختصار کے ساتھ تفصیل کے دریچے کھول دیتے ہیں۔

**۱۔مسئلہ فلسطین:**

یہ عرب مسلمانوں کی اکثریت کا علاقہ تھا جہاں مسلمانوں کا قبلہ اول ''بیت المقدس'' بھی واقع ہے انگریزوں نے ایک سازش کے تحت اس علاقے میں یہودیوں کو بسانا شروع کیا۔جب تعداد کافی ہوگئی تو 1948ء میں انھوں نے فلسطین کے ساحلی علاقے میں ایک یہودی ریاست ''اسرائیل'' کے قیام کا اعلان کردیا، امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کی کھلم کھلا مدد سے اسرائیل پورے فلسطین پر قبضہ جما چکا ہے اور عرب مسلمانوں پر بے رحمانہ مظالم ڈھا رہا ہے، امریکہ کی بے تحاشا فوجی مدد کے بل بوتے پر اسرائیل عربوں کیلئے مستقل خطرہ بنا ہوا ہے۔

**۲۔مسئلہ کشمیر:**

تقسیم ہند کے وقت کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود ہندو ڈوگرہ راجہ نے بھارت میں شمولیت کا اعلان کیا کشمیری عوام اس فیصلے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تقریباً پندرہ ماہ تک جنگ جاری رہی، اقوام متحدہ نے 1949ء میں جنگ بند کرا کے اپنی فوج وہاں بھیج دی تاکہ جنگ بندی قائم رہ سکے اور فیصلہ دیا کہ کشمیری عوام رائے عامہ کے ذریعے اپنی مرضی کا اظہار کریں کہ آیا وہ بھارت کیساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں لیکن بھارت کی ہٹ دھرمی اور اقوام متحدہ کی منافقت کی وجہ سے آج تک یہ مسئلہ حل طلب ہے کشمیری مسلمان اپنی آزادی کیلئے مسلسل جہاد کررہے ہیں اور انڈیا ناقابل تصور مظالم ڈھا رہا ہے۔

## ۳۔مسئلہ افغانستان:

یہ اسلامی ملک ہے صحابہ کرامؓ کے دور میں اس ملک کے باشندے مسلمان ہوگئے تھے۔1978ء میں روس نے اس پر حملہ کر دیا لیکن وہاں کے غیور مسلمانوں نے روسی فوج کو شکست دے دی جس کے نتیجے میں روس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا بعدازاں امریکی اور سامراجی طاقتوں کی سازش سے افغان گروپ آپس میں برسر پیکار ہوگئے آخرکار 1996ء میں طالبان نے 85فیصد سے زائد علاقے کو فتح کرلیا اور امارت اسلامیہ کے نام سے خلافت راشدہ کے طرز پر اسلامی شرعی نظام نافذ کرکے اسلاف کی یاد تازہ کردی۔لیکن یہود وہنود کی دشمنی اور عالم اسلام کے منافق حکمرانوں کی سازش کی بنیاد پر نائن الیون کے بعد عالمی غنڈہ امریکہ نے جدید ترین جنگی آلات اور ڈیزی کٹر بموں سے آزاد افغانستان پر حملہ کرکے کابل پر ناجائز قبضہ جمالیا جو اب تک حریت پسند ،اسلامی اقدار کے علمبردار طالبان مجاہدین کی مزاحمت کے نشانہ پر ہے اور میدان کارزار گرم ہے۔

## ۴۔وسط ایشیائی مسلم ریاستوں کا مسئلہ:

سابقہ سویت یونین کی مسلم ریاستوں قازقستان ، ترکمانستان ، تاجکستان ، ازبکستان ، کرغزیستان ، آذر بائیجان ، آرمینیا سیستان اور کوہ قاف کے علاقے پہلی اور دوسری صدی ہجری تک مسلم حکمرانوں کے قبضے میں رہے یہاں کے مشہور شہر بخارا، سمرقند، تاشقند اور ترمذ میں مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کی لازوال یادگاریں پائی جاتی ہیں،مگر انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں کمیونزم کا انقلاب برپا ہوا جس نے اسلامی اقدار اور افکار کو تہس نہس کردیا لیکن الحمداللہ ان علاقوں کے غمخوار مسلمانوں اور افغان جہاد کی طویل جدوجہد نے ان علاقوں کو پھر سے آزاد اور خودمختار بنادیا لیکن افلاس، سیاسی ابتری، اسلامی فکری پسماندگی، دہریت، لادینیت اور حکومت پر تسلط کی کشمکش عام ہے ان کو عالم اسلام کی بھرپور توجہ وتعاون کی ضرورت ہے، تاکہ ان لوگوں کی صحیح فکری اصلاح اور رہنمائی ہوسکے اور ان کو عام اسلام کے ساتھ ایسا جوڑ دیا جائے تاکہ پھر ان کا توڑ مشکل ہو۔

## ۵۔ مسئلہ بوسنیا

مشرقی یورپ میں بوسنیا ایک نوزائدہ مسلم ملک ہے جو بلقان کی چار بڑی مملکتوں یوگوسلاویہ، رومانیہ، یونان اور ترکیہ میں سے یوگوسلاویہ کی چھ ریاستوں (بوسنیا سربیا، کروشیا، مقدونیا، سلوینیا اور مانٹے سینگرو، میں سے ایک ریاست ہے، بلقان کا پورا علاقہ چودھویں صدی عیسوی کے انیسوی صدی عیسوی تک خلافت عثمانیہ کے زیر اقتدار رہا، 1945ء میں دوسری جنگ عظیم کے بعد بلقان پر ترکوں کا قبضہ ختم ہوا اور یوگوسلاویہ کا اتحاد وجود میں آ گیا۔1990ء میں یہ اتحاد ٹوٹ گیا اور یوگوسلاویہ کی چھ ریاستیں خودمختار ہوگئیں لیکن جیسے ہی بوسنیا کے عوام نے آزادی کا اعلان کیا تو فوراً سربیا اور کروشیا نے ان کے حق ازادی کی تنسیخ کا اعلان کردیا اس پر وہاں کے غیور مسلمانوں نے عملی جہاد شروع کردیا جس میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔اقوام متحدہ کی منافقانہ پالیسی کی وجہ سے مجاہدین کو نقصان ہی پہنچا ہے مسلمان ملکوں نے بھی اس ظلم کے خلاف صرف آواز اٹھائی ہے عملی تعاون نہیں کیا۔

اس وقت سات براعظموں میں 8ارب کے قریب انسان آباد ہیں جن میں سے ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں۔قابل فخر بات یہ ہے کہ آٹھ بڑے مذاہب میں سب سے بڑا مذہب اسلام ہی ہے۔دوسو کے لگ بھگ ممالک میں 60 کے قریب اسلامی ممالک موجود ہیں پھر بھی ہر ایک زیر عتاب ہے اب ہمیں مایوسی کا لبادہ اوڑھ کر خاموش اور مظلوم بیٹھنے کی بجائے اس بات پر سوچنے اور تدبر کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم مسلم امت کو اس آزمائش اور ابتلاء سے نکال سکتے ہیں میرے ذہن میں چند تجاویز محوگردش ہیں جو ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

### 1:دفاعی کونسل:

57اسلامی ممالک کے افواج کی تعداد 60لاکھ بنتی ہے جس کو ہر قسم کے ہوائی اور زمینی اسلحے کی قوت سے لیس کرکے ہر اسلامی ملک کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنادیا جائے۔ایٹمی قوت کی نعمت سے مالا مال پاکستان تمام اسلامی ممالک کو ایٹمی فارمولا بتادے بڑے بڑے میزائل اور ٹینک تیار کریں۔

**2:اقتصادی کونسل:**

معیشت کی بہتری کیلئے آپس میں بلا کسی شرط اور قید کے آزاد تجارت کو فروغ دیں اور تمام اسلامی ممالک ایک کرنسی اپنائیں معدنیات نکالنے کے ٹھیکے دینے میں حتیٰ الوسع اسلامی ممالک کو ترجیح دی جائے، تمام عرب ممالک کی رقوم امریکہ اور دیگر کفری ملکوں کے بینکوں سے منتقل کر کے اسلامی بینک بنا کر اس میں محفوظ کریں۔ امیر اسلامی ممالک کمزور اور مقروض اسلامی ملکوں کے ساتھ ہر قسم کا مالی تعاون کریں بلاسود قرض دیں فی الحال چند عرب ممالک کے گیارہ سو ارب ڈالر صرف امریکہ کے بینکوں میں موجود ہیں۔

**3:تعلیم:**

تمام اسلامی ملکوں کے دارالحکومتوں میں سائنسی مساوی اور اسلامی علوم ونصاب پر مشتمل یونیورسٹیاں بنائی جائیں تعلیم کو عام اور مفت کریں اور اپنے نونہالوں کو زیادہ سے زیادہ علم کے زیور سے آراستہ کریں۔

**4:معاشرتی کونسل:**

مزید یہ کہ کونسل اقتصادی سماجی ثقافتی اور تعلیمی مسائل کا جائزہ لے رکن ممالک کی ترقی میں مدد دے اور سماج دشمن عناصر بداخلاقیوں اور بدعنوانیوں کی سرکوبی کیلئے نسل نو کو اسلامی نظریہ وعقیدہ سے روشناس کرائیں۔

**5:اسلامک بلاک:**

اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کر کے "اسلامک جنرل اسمبلی" معرض وجود میں لائیں تاکہ وہ عالم اسلام کے مابین صلح اور امن قائم رکھے۔ مساوی حقوق اور آزادی کی بنیادوں پر دوستی اور بھائی چارے کے تعلقات استوار کریں، معاشرتی، تمدنی اور انسانی مسائل کو حل کرنے اور انسانی حقوق اور آزادی کیلئے مخلصانہ جدوجہد کریں اس کا صدر دفتر سعودی عرب میں ہونا چاہیے۔

**6:اسلامی عدالت انصاف:**

قانون اور معاہدوں کی تشریح کرنے فریقین کے دلائل سن کر انصاف پر مبنی قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ صادر کرنے اور بڑے مجرموں کو سزا دینے کیلئے سب سے بڑا قانونی ادارہ بنام اسلامی عدالت انصاف بنایا جائے۔

**7:اسلامی قانون:**

ہر اسلامی ملک قرآن وحدیث پر مبنی شرعی اسلامی قانون کو اپنے ملک میں رائج کرے اپنی عدالتوں میں نافذ کریں لوگوں کو اظہار آزادی دے کر بیروزگاری مہنگائی بدامنی اور بداعتمادی کو ختم کریں۔

**8:میڈیا وار:**

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کے صلیبی معرکات نوجوان نسل کو گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے اسلام سے بدظن کرنے، قرآن مجید کو شدت پیدا کرنے کے موجب قرار دینے اور حضور ﷺ کو نعوذ باللہ دہشت گردوں کا استاد قرار دینے جیسے ہرزہ سرائی اور زہر اگلنے کے تدارک اور اسلامی تعلیمات کی ترویج، اسلام کی حقانیت اور دفاع کرنے اور اسلامی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کرنے کے مغرب کے مذموم پروپیگنڈے کا موثر اور مثبت جواب دینے کیلئے عالمی سطح پر تمام زبانوں میں اسلامک نیوز چینل، ریڈیو اور اسلامی نیوز ایجنسی کا قیام عمل میں لانا چاہیے۔

**9:مذہبی رواداری:**

تمام اسلامی ممالک میں مذہبی رواداری اور فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے شیعہ سنی اور دیگر مذہبی اختلافات کو ختم کرنے اور مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئے حکومتی سطح پر متحدہ پلیٹ فارم مہیا کرنا چاہیے۔

**۱۰:مشاورتی کونسل:**

اسلامی سربراہی مشاورتی کونسل کیلئے اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی تنظیم او آئی سی [O.I.C] کو اسلامی اصول وضوابط کی روشنی میں ازسرنو فعال اور متحرک بنا کر عالم اسلام کے بڑے مسائل، مقبوضہ علاقے اور کفری دنیا کے ساتھ اختلافات اور تنازعات کو افہام وتفہیم کے ذریعے حل کرنے کیلئے متفقہ پالیسی اپنائی جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت زار بہتر بنانے کیلئے کوئی آسان راہ نکالے۔ آمین

# امریکی افغان حکمت عملی خطرے میں

تاؤ ونزاؤ

۱۱، مارچ کو 16 افغان شہریوں کے قتل عام نے افغانستان میں شدید مظاہروں کو جنم دیا اور اس کے نتیجے میں نہ صرف امریکہ اور افغانستان کے تعلقات مزید خراب ہوئے بلکہ اس واقعہ نے امریکہ کی افغان حکمت عملی کو بھی خطرے میں ڈال دیا۔

افغانستان میں امریکی فوج اپنے آپ کو آزادی دلانے والی ایک ایسی قوت سمجھتی ہے جس نے ملک کو طالبان سے آزاد کرایا اور اُسے جمہوریت کی راہ پر ڈال دیا۔لیکن افغان شہری امریکی افواج کے متعلق ایسا نہیں سوچتے بلکہ انہیں قابض افواج سمجھتے ہیں۔ امریکی فوجی' افغان شہریوں سے طرزِ زندگی' مذہبی اور ثقافتی روایات میں مختلف ہیں اور یہ فوجی افغان شہریوں کے مذہبی ثقافت کو سمجھنے اور اس کے احترام کی کوشش نہیں کرتے۔

دریں اثنا' اگرچہ امریکی فوج اپنے فوجیوں کو تبدیل کرتی رہتی ہے تاہم بہت سارے سپاہی ایسے ہیں جو کئی دفعہ افغانستان واپس آچکے ہیں اور جنگ کی طوالت سے یہ بہت زیادہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکے ہیں اور زیادہ تر فوجی ڈپریشن میں مبتلا ہیں۔جس کی وجہ سے موجودہ حادثات کا سلسلہ شروع ہوا ہے جن میں طالبان فوجیوں کی لاشوں کی بے حُرمتی' قرآن اور دیگر مذہبی مواد کا جلانا اور شہریوں کے قتل عام کا حالیہ واقع شامل ہے۔

اگرچہ صدر باراک اوباما کے وزیر دفاع لیون پنیٹا اور وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن قتل عام پر معافی مانگنے کے علاوہ یہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کی جائیں گی۔ ایک اکیلے فوجی سارجنٹ' رابرٹ بلس ہی کو شہریوں کے قتل کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔ افغان حکومت اور عوام نے مطالبہ کیا ہے کہ امریکی فوج اس فوجی کو عوامی مقدمے کے لیے ان کے حوالہ کردے۔لیکن امریکی فوج افغانستان کے قوانین سے استثنا کے مزے لوٹ رہی ہے اور افغان قوانین کی تابع نہیں ہے۔افغان صدر حامد کرزئی نے قتل عام کی تحقیقات میں امریکی عدم تعاون کا الزام عائد کیا ہے۔

16 شہریوں کے قتل عام نے جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں' افغان شہریوں کے علاوہ طالبان کو بھی سخت غصہ دلایا ہے۔مظاہرین نے کرزئی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ امریکی مشیروں کو اجازت اور 2014ء تک افغانستان میں امریکی فوجیوں کے قیام کے معاہدے پر دستخط سے انکار کردے۔

اُسامہ بن لادن کی موت کے بعد اوباما نے افغانستان سے 2014ء تک امریکی فوجوں کے انخلا کے منصوبے کا اعلان کیا تھا کیوں کہ بدتر معاشی صورت حال کے سبب امریکہ افغانستان میں اپنے فوجیوں کے مزید قیام کا خرچہ نہیں اُٹھا سکتا۔فوج نے یکم جولائی سے انخلاء شروع کیا ہے۔

اُوباما انتظامیہ کو یہ احساس ہو چلا ہے کہ طالبان کا خاتمہ تو رہنے دیں امریکی فوجی اُن کو شکست بھی نہیں دے سکتے۔واشنگٹن نے طالبان جنگجوؤں پر قابو پانے کے لیے یہ [غلط] باتیں بھی پھیلائی ہیں کہ طالبان سپاہیوں اور عام لوگوں میں فرق ہے کیوں کہ طالبان فوجی اپنے عقیدے اور نظریے کی خاطر لڑتا ہے جبکہ عام لوگ غربت کی وجہ سے اس جنگ میں حصہ لینے پر مجبور ہیں۔

لیکن شہریوں کے قتل نے امریکہ کے لیے یہ ناممکن بنایا ہے کہ وہ طالبان سے رابطہ اور مذاکرات کر سکے جنہوں نے امریکہ سے انتقام لینے کا اعلان کیا ہے۔طالبان کا رویہ بالکل واضح ہے' وہ قومی مفاہمتی عمل میں حصہ لینا چاہتے ہیں مگر اس شرط پر کہ پہلے تمام بیرونی افواج افغانستان سے نکل جائیں۔

اوباما نے کرزئی کو فون۔۔۔۔۔۔۔بقیہ ص ۱۴ پر ملاحظہ فرمالیں۔

| | صوبہ | کارروائیوں کی تعداد | فدائی حملے | دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات | صلیبیوں کے زخمی | اہلکاروں کے مقتولین | اہلکاروں کے زخمی | فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی | عام شہریوں اور مجاہدین کے جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء | مجاہدین کے زخمی | گاڑیوں کی تباہی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| -1 | قندھار | 129 | 0 | 61 | 38 | 98 | 47 | 91 | 14 | 14 | 0 |
| -2 | ھلمند | 188 | 2 | 127 | 118 | 224 | 143 | 202 | 41 | 58 | 2 |
| -3 | غزنی | 54 | 0 | 69 | 25 | 41 | 36 | 24 | 1 | 0 | 0 |
| -4 | خوست | 43 | 0 | 45 | 8 | 34 | 17 | 13 | 0 | 0 | 0 |
| -5 | نورستان | 9 | 0 | 10 | 0 | 23 | 8 | 0 | 8 | 0 | 0 |
| -6 | میدان وردگ | 41 | 0 | 36 | 22 | 22 | 17 | 16 | 2 | 2 | 0 |
| -7 | کونڑ | 91 | 0 | 14 | 8 | 31 | 12 | 11 | 0 | 5 | 0 |
| -8 | پکتیکا | 14 | 0 | 16 | 0 | 15 | 4 | 3 | 0 | 0 | 0 |
| -9 | زابل | 35 | 0 | 8 | 6 | 20 | 4 | 18 | 0 | 0 | 0 |
| -10 | لوگر | 50 | 1 | 54 | 59 | 59 | 42 | 23 | 11 | 0 | 1 |
| -11 | کاپیسا | 43 | 0 | 11 | 2 | 68 | 50 | 9 | 0 | 2 | 0 |
| -12 | روزگان | 30 | 1 | 19 | 0 | 34 | 14 | 12 | 1 | 0 | 0 |
| -13 | پکتیا | 34 | 1 | 7 | 8 | 48 | 28 | 12 | 3 | 0 | 1 |
| -14 | فراہ | 17 | 0 | 6 | 5 | 46 | 27 | 18 | 6 | 16 | 15 |
| -15 | کابل | 6 | 1 | 10 | 0 | 83 | 0 | 0 | 13 | 0 | 3 |
| -16 | ننگرھار | 70 | 1 | 93 | 51 | 132 | 107 | 46 | 8 | 0 | 1 |
| -17 | لغمان | 51 | 0 | 36 | 30 | 27 | 22 | 24 | 0 | 1 | 0 |
| -18 | ھرات | 29 | 0 | 1 | 0 | 63 | 50 | 23 | 0 | 4 | 0 |
| -19 | نیمروز | 24 | 0 | 1 | 0 | 51 | 33 | 33 | 4 | 5 | 0 |
| -20 | بادغیس | 32 | 0 | 23 | 17 | 50 | 26 | 21 | 9 | 10 | 2 |
| -21 | قندوز | 11 | 0 | 0 | 0 | 11 | 6 | 2 | 0 | 0 | 0 |
| -22 | بغلان | 9 | 0 | 0 | 0 | 14 | 5 | 2 | 0 | 0 | 0 |
| -23 | فاریاب | 10 | 2 | 25 | 16 | 18 | 23 | 1 | 6 | 2 | 0 |
| -24 | غور | 5 | 0 | 0 | 0 | 6 | 0 | 0 | 0 | 6 | 0 |
| -25 | پروان | 10 | 0 | 0 | 0 | 19 | 6 | 1 | 0 | 0 | 0 |
| -26 | تخار | 2 | 0 | 0 | 0 | 1 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| -27 | سمنگان | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| -28 | بدخشان | 3 | 1 | 0 | 0 | 20 | 15 | 0 | 1 | 1 | 0 |
| -29 | بامیان | 1 | 0 | 0 | 0 | 2 | 3 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| -30 | بلخ | 4 | 0 | 4 | 0 | 10 | 0 | 1 | 0 | 0 | 0 |
| -31 | جوزجان | 5 | 0 | 4 | 5 | 1 | 9 | 5 | 1 | 0 | 0 |
| -32 | دائی کنڈی | 4 | 0 | 0 | 0 | 9 | 6 | 3 | 0 | 0 | 0 |
| -33 | سرپل | 3 | 0 | 0 | 0 | 3 | 4 | 1 | 0 | 1 | 0 |
| -34 | پنجشیر | 1 | 0 | 0 | 0 | 2 | 3 | 1 | 0 | 0 | 0 |
| | مجموعہ | 1058 | 10 | 680 | 418 | 1285 | 767 | 616 | 129 | 127 | 25 |

**دشمن کے گرائے جانے والے طیارے:**
1-ھلمند میں دو ھیلی کاپٹر اور دو ڈرون طیارے۔ 3- لغمان میں ایک ڈرون طیارہ۔ 5-بغلان میں ایک ھیلی کاپٹر۔
2-غزنی میں ایک ھیلی کاپٹر اور ایک ڈرون طیارہ۔ 4-کاپیسا میں دو ڈرون طیارے۔ 6-قندوز میں ایک ڈرون طیارہ۔

# فرمان امیرالمؤمنین

میرے مجاہد بھائیو!

اگرتم دشمن کے مقابلے میں میدان کارزار میں مزید کامیابیاں سمیٹنا چاہتے ہو تو اس کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح اور جہادی اہداف کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اپنی مصیبت زدہ مگر بہادر قوم کی ہمہ گیر فلاح و بہبود کے لئے سرتوڑ کوشش کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابیاں تمہارے قدم چھومیں گی اور تم ہی غالب رہوگے۔

# SHARIAT

**Monthly Islamic Magazine**

1St Year : 2 April-May 2012